ماہنامہ

مصباح

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية) شمارہ: ۶ اپریل: ۲۰۰۹ء بمطابق ربیع الثانی ۱۴۳۰ء

IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)

مصباح

ماہنامہ

شمارہ:۶ اپریل: ۲۰۰۹ء بمطابق ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

6

حضرت محمد ﷺ کی دعوتی منصوبہ سازی

اس شمارے میں

تجلیات	کیا بڑی بات تھی ہوتے جو......	2
صدائے عرش	جلد باز انسان	3
آئینۂ رسالت	غصہ مت کرو	3
دیارِ غیر میں	عفت وعصمت داغدار نہ ہوجائے	4
ہدایت کی کرنیں	میں مسلمان کیوں ہوا؟	5
دعوت وحکمت	محمد ﷺ کی دعوتی منصوبہ سازی	6
نومسلموں کے مسائل	تو ہی اگر نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں	7
سلگتے مسائل	اتحادِ ملت اور اس کی عملی تدابیر	8
تصویرِ خیال	رہ جاتے ہیں خواب اکثر ادھورے	10
سیرت کے البم سے	دورِ حاضر میں مطالعۂ سیرت کی اہمیت وضرورت	12
اصلاحِ معاشرہ	ٹی وی ہمارے لیے فائدہ مند یا نقصاندہ؟	14
فقہ وفتاوی	آپ کے مسائل کا حل	15
نکہتِ گل		16
خبر ونظر	عالمی خبریں	17
باغیچۂ اطفال	جھوٹ کی سزا	18
دینی سرگرمیاں		19
ایڈیٹر کے نام	مکتوبات	20
بزمِ ادب	محفلِ مشاعرہ	21

❖ كلمة العدد (ياليتها كانت أمة واحدة) ❖ إن الإنسان خلق هلوعا ❖ لا تغضب ❖ أنهار العفة
❖ أنوار الهداية ❖ التخطيط في الدعوة المحمدية ❖ مشاكل المهتدين وحلها
❖ وحدة الأمة والتدابير العملية للحفاظ عليها ❖ السيرة النبوية حل للمشاكل العالمية
❖ التلفزيون: ماله وما عليه ❖ الفتاوى الشرعية ❖ أوراق ذهبية ❖ أخبار العالم الإسلامي
❖ واحة الأطفال ❖ أنشطة الجاليات المسلمة ❖ بريد «المصباح» ❖ النادي الأدبي

سرپرست اعلیٰ

محمد اسماعیل الأنصاری

نگران عمومی

خالد عبداللہ السبیع

ایڈیٹر

صفات عالم محمد زبیر تیمی

معاون ایڈیٹر

اعجاز الدین عمری

مجلس ادارت

سید عبدالسلام عمری — شیخ عبدالسلام عمری

مجاہد خان عمری — محمد عزیز الرحمن

محمد شاہنواز محمدی — شیخ حبیب الرحمن جامعی

گرافک ڈیزائن

نوشاد زین العابدین

ناشر

لجنۃ التعریف بالاسلام (ipc) کویت

رابطہ کا پتہ

ipc پوسٹ بکس نمبر: 1613 صفاۃ 13017 کویت

فاکس : 22400057

فون نمبر : 22444117 EXT. 104

ایمیل : safatalam12@yahoo.co.in

ویب سائٹ: www.ipc-kw.com

طلال فاخر
ایڈیٹر مجلّہ ''البشریٰ''

دل کے پھپھولے......

زندگی حرکت ونشاط، ربط باہمی اور میل جول کا نام ہے، اور ابن آدم سے غلطیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اس لیے یہ فطری بات ہے کہ قوی ترین انسانی تعلقات مثلاً دوستی اور ازدواجی زندگی وغیرہ کے اندر اختلافات اور ناگواریاں در آئیں۔
لیکن غیر فطری بات یہ ہے کہ اس طرح کے منفی رویے بدستور قائم رہیں، آپ ہمہ وقت اسے یاد کرتے رہیں، یاد کراتے رہیں، اور اختلافات کے وقت اُسے اُگلتے رہیں، انسان کا نام انسان اس وجہ سے رکھا گیا کہ وہ بھولتا ہے' اگر وہ بھولتا نہیں تو غم والم سے مرجاتا...... بالفرض ہم مان لیتے ہیں کہ ایک شخص اپنی فطرت سے نبرد آزما ہوتا ہے اور سابقہ رویوں کو کریدتا رہتا ہے تو آخر یہ شگفتہ اور فرحت بخش رویوں کو کیوں نہیں کریدتا۔

جب کبھی تجھے اپنے کسی رشتہ دار ہی سے اختلاف ہوجائے' تو تم اسے ایسی ایسی حرکتیں کرتے دیکھوگے کہ تیرے دانتوں تلے انگلیاں آجائیں گی، وہ اپنا پُرانا فائل کھول کر تیرے سامنے پڑھنا شروع کردے گا۔ تجھے ان باتوں کی یاد دلائے گا جو تم نے گذشتہ سال کیا تھا، پانچ سال پہلے کی تیری تکلیف دہ گفتگو، دس سال پہلے کی تیری نازیبا حرکت اور تیرا وہ منفی طرز عمل جبکہ تم آغوشِ مادر میں تھے......؟

یہ کیا ہے؟...... آخر تم نے اتنی ساری مدت میرے ساتھ بغض وحسد سے پُر دل رکھتے ہوئے کیسے بتائی......؟
آخر میں تیرے دل سے نکلنے والے محبت وہمدردی کے کلمات کی تصدیق کیسے کروں......؟ یہ کہاں سے نکلے تھے......؟ اسی دل سے نا...... پھر کیا فائدہ ایسے فائل کو اپنے پاس محفوظ رکھنے سے جو پُر ہے شقاوت سے......غم سے......تنگی سے......قلق سے......اور آبلۂ دل سے...... ؟
بہشت کے مکینوں کی تو یہ صفت ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو بغض وحسد اور ہر طرح کے میل سے پاک وصاف کردے گا تاکہ دخول جنت کے حقدار بن سکیں

﴿وَنَزَعْنَا مَافِی صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ﴾ (الاعراف ۴۳)
''اور جو کچھ ان کے دلوں میں کینہ تھا ہم اس کو دور کردیں گے''۔

ہماری دعوت ہے کہ آپ اپنے دل کی پاکیزگی اور سینہ کی سلامتی کی طرف دھیان رکھیں...... محض آپ کے احباب کی خاطر نہیں...... بلکہ آپ کے لیے بھی...... تاکہ آپ غم والم کی وادیوں سے نکل کر خوشگوار فضا میں زندگی کا لطف اٹھا سکیں۔
اگر آپ خوشگوار زندگی کے جویا اور متلاشی ہیں' تو لیجئے! اس دعا کا ورد کرتے رہیے جیسا کہ مومنوں نے کیا تھا:
﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾
''اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ اور دشمنی نہ ڈال' اے ہمارے رب بیشک تو شفقت ومہربانی کرنے والا ہے''۔ (الحشر ۱۰)

مجاہد خان عمری (کویت)

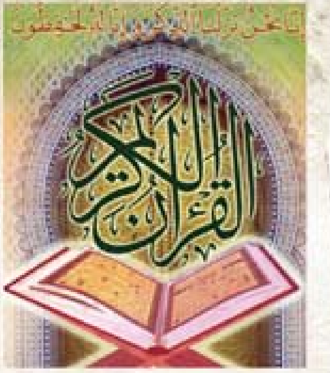

جلد باز انسان

﴿إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا، إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا، وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا، إِلَّا الْمُصَلِّينَ﴾ (سورة المعارج: ۱۹ . ۲۲)

ترجمہ : یقیناً انسان تھڑدلا پیدا کیا گیا ہے جب اس پر مصیبت آتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے اور جب اسے خوش حالی نصیب ہوتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے مگر وہ لوگ اس عیب سے بچے ہوئے ہیں جو نماز پڑھنے والے ہیں۔

تشریح: ان آیات میں انسان کی ایک اخلاقی کمزوری بیان کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ انسان کی یہ فطری کمزوری ہے کہ وہ خوشحالی میں بخیل، درشت مزاج، اور لاپرواہ رہتا ہے اور بدحالی میں پریشان ہو جاتا ہے، توازن کھو بیٹھتا ہے اور ہاتھ پیر مارنے لگتا ہے۔

انسان کی اس فطری کمزوری کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے نمازیوں کو اس کمزوری سے مستثنی قرار دیا کہ وہ لوگ ایسے نہیں ہوتے۔ نماز انسان کے اندر برائیوں کا ازالہ اور بھلائیوں کو فروغ ہی نہیں دیتا بلکہ زندگی کے نشیب و فراز میں اسے سنبھالتا ہے، جس سے وہ بڑے سے بڑے نقصان اور آفت میں بھی ثابت قدم رہتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ یہ پیدائشی کمزوریاں ناقابل تغیر و تبدل نہیں ہیں، انسان اگر خدا کی بھیجی ہوئی ہدایات کو قبول کرلے اور اپنے نفس کی اصلاح کی عملاً کوشش کرے تو ان کو دور کیا جا سکتا ہے۔

آج پوری دنیا پر اقتصادی بحران کے اثرات توقع سے زیادہ پڑ رہے ہیں، بڑی بڑی کمپنیاں اور کارخانے دیوالیہ ہو چکے ہیں، تو دوسری طرف بے شمار لوگ روزگار سے محروم ہو چکے ہیں، منافع اور آمدنیوں میں کمی ہوتی جا رہی ہے۔ یہ حالات ضرور ہر شخص کو متاثر کریں گے مگر قرآن مجید کی یہ آیات ہمیں رہنمائی کر رہی ہیں اور حل بتا رہی ہیں کہ نماز کی طاقت سے ہم اپنے آپ کو سنبھال سکتے ہیں اور بڑی بڑی پریشانیوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

یہ آیات ہمیں تین اخلاقی صفات کی طرف دعوت دیتی ہیں:

صبر: حالات جس قدر بھی ناموافق ہوں اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہوئے ہر حال میں صبر و شکیبائی کا دامن تھامے رہنا انسان کو سکون قلب عطا کرتا ہے، اور اپنے کام کو نئے عزم و حوصلہ اور نئی منصوبہ بندی کے ساتھ کرنے پر ابھارتا ہے۔

شکر: ہر حال میں اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا اور اسکی بے شمار نعمتوں کو اپنی نظروں کے سامنے رکھنا رزق کی کنجی ہے۔ یہ ایسی ادا ہے جس پر خوش ہو کر اللہ تعالی اپنے بندے پر مزید نعمتوں کی بارش برساتا ہے۔

ذکر: مصیبتوں اور پریشانیوں میں اللہ تعالی کا ذکر سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے، اور جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالی اُسے یاد رکھتا ہے اور پریشانیوں میں اس کی دست گیری فرماتا ہے۔

شیخ حبیب الرحمن جامعی (کویت)

لا تغضب ولك الجنة

غصہ مت کرو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ: أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَوْصِنِي، قَالَ: "لَا تَغْضَبْ" فَرَدَّدَ مِرَاراً، قَالَ: لَا تَغْضَبْ" (رَوَاهُ الْبُخَارِي)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ ﷺ سے روایت ہے کہتے ہیں: ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا مجھے نصیحت کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: غصہ نہ کیا کر، اس شخص نے بار بار عرض کی مجھے کچھ اور نصیحت کیجئے آپ ﷺ نے فرمایا: غصہ میں نہ آیا کرو"(بخاری)

تشریح: غصہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے تاہم اسلام نے اپنے ماننے والوں کی تربیت کی ہے کہ غصہ کے وقت ایک شخص اپنے آپ پر کنٹرول رکھے اور آپے سے باہر نہ ہو۔ غصہ آج معاشرہ کے لیے بہت بڑا ناسور بن چکا ہے، غصے کی وجہ سے بسا اوقات ایک انسان ماں باپ، بھائی بہن کسی کا خیال نہیں کرتا اور بلا سوچے سمجھے دل میں جو آتا ہے کہہ دیتا ہے، پھر بعد میں اپنی غلطی پر پشیمان ہوتا اور ندامت کے آنسو بہاتا ہے۔

زیر نظر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال کرنے والا شخص معمولی معمولی باتوں پر غصہ ہو جانے اور بھڑک اٹھنے کا مریض تھا، اسی لیے جب اس نے آپ ﷺ سے نصیحت کرنے کی طلب کی تو آپ نے اسکی بیماری کا علاج بتایا، اور غصہ نہ کرنے کی تاکید فرمائی، وہ کہتے ہیں میں نے جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ تمام برائیوں کا مرکز غصہ ہی ہے۔ (مسند احمد)

قرآن مجید میں واضح طور پر نیک بندوں کی صفت بیان کی گئی ہے کہ والكاظمين الغيظ والعافين عن الناس غصہ کو پینے والے اور لوگوں سے درگذر کرنے والے ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "پہلوان وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے بلکہ حقیقتاً پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ پر قابو پانا بہت بڑی جوانمردی اور بہادری ہے اور نیک بندوں کی صفت بھی۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "...... کسی گھونٹ کا پینا اللہ تعالی کو اتنا پسند نہیں جتنا غصہ کے گھونٹ کا پی جانا، ایسے شخص کے دل میں ایمان رچ بس جاتا ہے"۔ (مسند احمد)

غصہ جب ایک فطری چیز ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے غصہ نہ کرنے کا حکم دیا تو اس کا مطلب ظاہر ہے کہ غصہ کے تقاضے پر عمل نہ کرو، غصے سے مغلوب ہو کر ناشائستہ باتیں نہ کرنے لگو۔ اور انسانیت کے طبیب ﷺ نے ہمیں غصہ کی حالت میں پرسکون رہنے کی تدبیر بھی بتادی ہے چنانچہ آپ نے فرمایا:

- جب تم میں سے کسی کو غصہ آجائے تو اگر وہ کھڑا ہے تو بیٹھ جائے، اگر اس سے غصہ ختم ہو جاتا ہے تو ٹھیک ورنہ لیٹ جائے۔
- آپ نے غصے میں مبتلا شخص کے بارے میں فرمایا "میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر وہ اس کو کہہ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے، اگر وہ غصے کے وقت أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم کہہ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔

کیا بڑی بات تھی ہوتے جو......

پچھلے دنوں ہندوستان کی ایک فرقہ پرست تنظیم نے فرقہ وارانہ فسادات کو ہوا دینے کے لیے یہ شوشہ چھوڑا تھا کہ "مسلمان ہندوستان کو دارالحرب کہنا چھوڑ دیں اور ہندؤوں کو کافر نہ کہا جائے"۔ میں نے اِسے دعوت کا سنہرا موقع سمجھا اور اپنے ہندی بلوگ پر اس کا مثبت جواب دیا، جس میں ڈاکٹر ذاکر نائک کا حوالہ بھی موجود تھا۔ متعدد لوگوں نے مثبت تبصرے کیے، لیکن ان میں ایک صاحب نے اس پر اپنا ریویو یوں ڈالا " آپ اسی ذاکر نائک کی بات کر رہے ہیں......نا......جن کا فلاں جگہ پر پروگرام تھا' تو مسلمانوں نے اُسے رکوا دیا' فلاں جگہ پر آنا طے تھا تو مسلمانوں نے ان کے خلاف احتجاج کیا......"

عزیز قاری! اس ریویو پر ذرا ہم سنجیدگی سے غور کریں اور سوچیں کہ امت مسلمہ کے آپسی اختلافات کس قدر سنگین صورتحال اختیار کر چکے ہیں کہ غیر قومیں بھی اس پر تبصرہ کرنے لگی ہیں...... آخر ہم اسلام کی آفاقیت کو لوگوں کے سامنے کیسے پیش کر سکیں گے؟...... کیسے ہم خیر امت کی ذمہ داری نبھا سکیں گے......؟ ہم فکر و نظر میں کسی سے اختلاف کر سکتے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس اختلاف کو اس قدر ہوا دیں کہ برادران وطن کو اسلام کی صداقت پر شک ہونے لگے اور اسلام کی اشاعت متاثر ہو جائے۔

واقعہ یہ ہے کہ آج ایک طرف تو عالمی سطح پر اسلام کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں اور پوری دنیا اسلام اور اہل اسلام کو نابود کرنے کے لیے میدان عمل میں اتر چکی ہے تو دوسری جانب ہم مسلمان خود آپسی خانہ جنگی کے شکار ہیں، جماعتوں، گروہوں، اور ٹولیوں میں بٹے ہوئے ہیں، ہم میں کا ہر ایک دوسرے کی مخالفت پر کمر بستہ ہے، معمولی معمولی باتوں کو ایشو بنا کر ہم ایک دوسرے سے بدظن ہو جاتے ہیں، اور بدظنی اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ ایک دوسرے کی بات تک سننے کے لیے تیار نہیں ہوتے حالانکہ ہمارا دین ایک ہے، ہمارا معبود ایک ہے، ہمارا رسول ایک ہے، ہمارا قرآن ایک ہے، ہمارا قبلہ ایک ہے اور ہماری منزل بھی ایک ہے۔

ہم اس آفاقی دین کے علمبردار ہیں کہ عرب کے بدو اور جنگجو قوموں نے جب اِسے اپنایا تھا تو انکے بیچ سے صدیوں کے اختلافات کافور ہو گئے تھے۔ سیکڑوں سالوں کی چل رہی عداوتیں ختم ہو گئی تھیں اور ایسے شیر و شکر ہو گئے تھے کہ پوری انسانی تاریخ میں ان کی مثال نہیں ملتی۔

آج بھی اگر ہم متحد ہو سکتے ہیں تو انہیں اصول کو اپنا کر جن کی بدولت وہ متحد ہوئے تھے۔ وہ اصول کیا ہے؟ اللہ تعالی نے سورہ انفال میں فرمایا ﴿وَأَطِيعُواْ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُواْ فَتَفْشَلُواْ وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ﴾ "اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ کمزور پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی"۔ پتہ یہ چلا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت نہ کرنے کی وجہ سے اختلاف پیدا ہوتا ہے، جب تک لوگ کتاب وسنت کو اپنا حرز جان بنائے رہے انکے بیچ اتفاق واتحاد قائم رہا لیکن جب سے کتاب وسنت کا دامن ہاتھ سے چھوٹا تو اس کی جگہ ذاتی مفادات، تعصب وتنگ نظری اور آپسی چپقلش نے لے لی۔

آج ہم مسلک کے نام پر بھی باہم دست وگریباں نظر آتے ہیں، حالانکہ اگر ہم حق کے متلاشی بن جائیں تو اس طرح کے اختلافات خود بخود زمین بوس ہو جائیں گے، صحابہ کرام کے بیچ فروعی مسائل میں اختلافات پائے جاتے تھے لیکن یہ اختلافات کبھی انکے انتشار کا سبب نہ بنے، وجہ صرف یہ تھی کہ سب حق کے متلاشی تھے، قرآن وحدیث ان کا مطمح نظر تھا۔ یہی صفات ائمہ عظام کے اندر بھی پائے جاتے تھے۔ ائمہ اربعہ کے بیچ اختلافات پائے جاتے ہیں لیکن ان کا دل ایک دوسرے کے تئیں بالکل صاف تھا، انکے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف کبھی رنجش پیدا نہ ہوئی امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء (١٦/١٠) میں لکھا ہے "یونس الصدفی کہتے ہیں میں نے امام شافعیؒ سے زیادہ دانا کسی کو نہیں دیکھا، ایک دن میں نے کسی مسئلہ میں ان سے مناظرہ کیا پھر جب ہم لوگ جدا ہونے لگے تو وہ ہم سے ملے، میرا ہاتھ تھاما اور فرمایا: یا أبا موسى ألا يستقيم أن نكون اخوانا وان لم نتفق في مسئلة "کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم سب بھائی بھائی بن کر رہیں گو کہ کسی مسئلے میں متفق نہ ہو سکیں"۔

آج بھی امت مسلمہ کو اسی آپسی محبت کی ضرورت ہے لیکن اس کے لیے سب سے پہلے اپنے دلوں میں وسعت پیدا کرنی ہوگی اور اپنی نظر کو کشادہ کرنا ہوگا تنگ دلی اور تنگ نظری سے ہمیشہ نقصان ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔

میں مسلمان کیوں ہوا؟

بابری مسجد شہید کرنے والوں میں بلبیر سنگھ کے قبولِ اسلام کی کہانی

۱۹۹۲ء میں پانی پت (ہریانہ) کا رہنے والا بلبیر سنگھ بابری مسجد گرانے والوں میں شامل تھا آج وہ محمد عامر بن چکا ہے۔ نومسلم محمد عامر نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ میں ایک گنہگار شخص ہوں اور جس وقت مسجد مندر کا جھگڑا چل رہا تھا اس وقت میری عمر جوانی کی اصل منزل پر تھی، ۔ اس وقت جذبہ اس قدر شدید تھا کہ موت سے ڈرے بغیر میں نے پکا عہد کیا کہ مندر بنوا کر چھوڑوں گا اور مسجد کو شہید کرکے ہی ہندو بھائیوں کے ساتھ دم لوں گا اس وقت ان جذبات سے سرشار مجمع کی شکل میں لگ بھگ پانچ لاکھ افراد موجود تھے اور سبھی موجود ہندوؤں نے اس وقت عہد کرلیا تھا کہ دم لینا اسی وقت ہے کہ جب ہمارے مندر کی جگہ مل جائے گی اور مسجد کے ڈھانچہ کو گرادیا جائے گا۔ میں ہریانہ کا جھنڈا لے کر مجمع کے آگے آگے تھا اور ہمت کرکے پولس کے پاس سے ہوتا ہوا مسجد کے تیسرے گنبد پر چڑھا۔ ہاتھ میں کدال لے کر بابری مسجد کے گنبد پر جب دو تین بار بہت مضبوطی سے کدال ماری تو حالت خراب ہونی شروع ہوگئی۔ کدال سر کے اوپر لگی تھی آواز دینا چاہا بچاؤ...... لیکن آواز نہیں نکل سکی۔ اشارہ سے ایک آدمی سے کہا: اس نے مجھے نیچے کیا اور میں چند احباب کے ساتھ گھر واپس آگیا۔ میرا استقبال ٹی وی دیکھنے والے ہندوؤں نے خوب دل کھول کر کیا اور رام کی مورتی کے ساتھ میرا استقبال ہریانہ میں ہوتا رہا۔

میری معلومات کے مطابق (بابری مسجد کے مسمار میں شریک ہونے والے) اکثر ہندو یا تو پاگل ہوگئے یا بیماری میں مبتلا ہوکر مرگئے۔ اور کچھ نے تو توبہ کرکے اسلام قبول کرلیا

لیکن جب گھر پہنچا تو دروازہ میرے لیے بند تھا۔ اس وقت میرے والد ایک اسکول کے ماسٹر تھے۔ انہوں نے کہا کہ "تم گھر کے اندر نہیں آسکتے اس لیے کہ تم نے انسانی خون کیا ہے"۔ مزید انہوں نے دل کی بات کہی کہ "میں سکول میں بچوں سے کہا کرتا ہوں ؎

ہندو مسلم سکھ عیسائی
سب آپس میں بھائی بھائی

لیکن یہ بات ہندوستان میں اب کہاں رہی۔ جگہ جگہ فساد اور خون خرابہ ہو رہا ہے۔ جس کے ذمہ دار بلبیر سنگھ تم ہو...... تم...... اس لیے گھر آنے کی اجازت نہیں......"

میں ۱۹۹۳ء میں ادھر اُدھر گھومتا رہا۔ پروگرام ہندوؤں میں کرتا رہا لیکن حالت خراب سے خراب تر ہوتی رہی۔ جان کا خوف اس قدر تھا کہ کوئی مسلمان مجھ کو مار نہ ڈالے۔ کیونکہ ٹی وی کے ذریعہ سب کو شکل معلوم ہوچکی ہے۔ بہرحال میری حالت اس قدر خراب ہوئی کہ علاج ڈاکٹر سے نہ ہوکر مولانا سے ہوا۔ جب میں مکمل طور پر ٹھیک ہوا تو اپنے گناہ سے شرمندہ ہوکر اللہ سے معافی مانگی اور میں نے اسلام قبول کیا۔ کسی کے کہنے یا سننے سے نہیں۔ میری معلومات کے مطابق اکثر ہندو یا تو پاگل ہوگئے یا بیماری میں مبتلا ہوکر مرگئے اور کچھ نے تو توبہ کرکے اسلام قبول کرلیا۔ اخیر میں محمد عامر نے کہا کہ یقیناً اسلام ایک سچا دھرم ہے۔ اس کے ماننے والے ہندوستان کے اصلی وفادار ہندوستانی ہیں' ان پر دہشت گردی میں شامل ہونے کا الزام بے بنیاد ہے۔

احمد "لوسیو" کے قبولِ اسلام کی داستان

"میرا نام احمد فہد (لوسیوی ڈورگیو) ہے، میں ہندوستان کی معروف ریاست گوا کا رہنے والا ہوں، میری پیدائش عیسائی گھرانے میں ہوئی تاہم اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی توفیق بخشی اور میں نے اسلام کو گلے لگالیا، مسلم گھرانے کی ایک دیندار لڑکی سے دو سال قبل شادی کی ہے اور فی الحال ہندوستان میں اہل خانہ کے ہمراہ خوشگوار زندگی گزار رہا ہوں۔

جب میں کویت میں تھا تو اسی وقت اللہ تعالیٰ' نے مجھے اسلام کی دولت سے مالا مال کیا۔ میں عیسائی مذہب کا کوئی خاص پابند تو نہیں تھا اور نہ ہی میں نے کوئی خاص عیسائیت کا مطالعہ ہی کیا تھا تاہم اتنا ضرور ہے کہ ہر ہفتہ چرچ جایا کرتا تھا اور سمجھتا تھا کہ میں عیسائی ہوں لہٰذا کسی دوسرے مذہب سے مجھے کوئی سروکار نہیں۔ ایک مرتبہ میرا ایک ساتھی جو میرے بازو فلیٹ میں رہتا تھا ipc کی کچھ کتابیں لایا اور میرے ٹیبل پر رکھ دیا نیز تاکید کی کہ میں ان کتابوں کا مطالعہ کروں۔ میں نے برجستہ اُسے جواب دیا کہ "میں عیسائی ہوں، اسلام کی بابت قطعاً کچھ نہیں پڑھ سکتا"۔ کئی بار میں نے ان کتابوں کو اپنے ٹیبل سے ہٹایا اور وہ تھا کہ بڑے اخلاق سے ملتا اور وہی کتابیں میرے غائبانہ میں میرے ٹیبل پر رکھ دیتا۔ ایک دن کی بات ہے، میں اپنے روم میں بیٹھا ہوا تھا، میرے ساتھی نے حسب معمول انگریزی میں کچھ اسلامی کتابیں میرے ٹیبل پر رکھ چھوڑا تھا، جب میں نے ان میں سے ایک کتاب اٹھا کر پڑھا تو مجھے بہت اچھی لگی، اسی وقت میرا ذہن بدل گیا، میں نے اس کا مطالعہ شروع کردیا، جب میرے اس ساتھی سے دوبارہ ملاقات ہوئی تو میں نے اُسے کہا کہ میں مزید کچھ کتابیں پڑھنا چاہتا ہوں، یہ طلب کیا تھا، گویا اس کے پورے جسم میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، اس

نے فرط مسرت سے مجھے دبوچ لیا، اور اسی روز ipc سے کتابیں لاکر میرے حوالے کردی۔ میں نے جب اسلام کا مطالعہ کیا تو اسلام کی حقانیت میرے دل میں بیٹھتی گئی اور عیسائیت کے پول کھلتے گئے بالآخر ایک دن میں ipc آیا، میرے چند اشکالات تھے ان کا بھی تشفی بخش جواب دے دیا گیا۔ چنانچہ میں نے اسی دن اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کیا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر اپنے خالق و مالک کا ہو رہا الحمد للہ علی ذلک"۔

صفات عالم محمد زبیر تیمی (کویت)

دامن عفت داغدار نہ ہوجائے

آج کے حلقے میں ہم آپ کی خدمت میں اللہ والوں کی عفت و پاک دامنی کی ایک جھلک پیش کریں گے، وہ اللہ والے جو چند لمحوں کی شہوت کو ٹھکرا کر دائمی نعمتوں سے مالا مال ہوئے، وہ اللہ والے جن کے حسن وجمال پر فریفتہ دوشیزائیں انکی محفل سے عابدہ وزاہدہ بن کر نکلیں، وہ اللہ والے جنہوں نے حوروں کی طلب میں حسن کی پریوں کو بے نیازی سے لات ماردیا۔ واقعہ یہ ہے کہ اللہ والوں کی زندگی کے سنہرے واقعات تفریح طبع یا تسلی کے لیے بیان نہیں کیے جاتے بلکہ ان میں لوگوں کے لیے پند ونصیحت اور عبرت کا پیغام ہوتا ہے۔ تو آیئے! ایسی ہی عفت شعار نفوس قدسیہ کے چند واقعات پڑھتے ہیں تاکہ ان کے تناظر میں ہم اپنے ایمان کا جائزہ لے سکیں کہ ہماری عملی زندگی میں اُن واقعات کا کس قدر عمل دخل ہے۔

میں مسلمان ہوچکا ہوں

حضرت ابومرثد غنوی ؓ مشہور صحابی ہیں، اسلام سے قبل عناق نام کی ایک عورت کے ساتھ انکی شناسائی تھی، ہجرت مدینہ کے بعد ایک بار آپ مکہ تشریف لے گئے تھے، آپ جس نخلستان سے گذر رہے تھے' اتفاقاً اسی نخلستان سے عناق بھی گذر رہی تھی، رات کا وقت تھا، چاندنی رات تھی، ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ عناق 'ابومرثد پر نظر پڑتے ہی خوشی سے لوٹنے لگی، کہا: خوش آمدید، ایک عرصہ کے بعد تم سے ملاقات ہوئی ہے، خوب گذرے گی آج کی رات......

ذرا غور کیجئے! ایک حسین وجمیل عورت خود کو پیش کررہی ہے جہاں ہُو کا عالم ہے اور اسلام سے قبل شناسائی بھی ہے۔ لیکن اس کی دعوت گناہ پر کیسے دھیان دیا جائے جبکہ اسلام کو گلے لگا چکے ہیں، پوری بے نیازی سے جواب ملتا ہے: ''میں مسلمان ہوچکا ہوں، اسلام میں زنا کی سخت مذمت ہے، اس لیے مجھ سے اس فعل کی قطعی امید نہ رکھو......''۔

سیل اشک رواں ہوگیا

ربیع بن خثیم مشہور تابعی ہیں، عنفوانِ شباب ہی سے انکی عفت وپاکدامنی کے چرچے تھے، جسکے باعث بدچلن نوجوان ان سے خار کھاتے تھے۔ نوجوانوں نے ایک مرتبہ کسی حسین وجمیل بازاری عورت کو ان کی عفت کا امتحان لینے کے لیے انکے پیچھے لگادیا، عورت مسجد کے دروازے پر انتظار کرتی رہی، جب مسجد سے نکلے تو وہ کچھ پوچھنے کے انداز میں آپ سے قریب ہوئی اور اپنے چہرے سے پردہ اٹھایا، نازوادا سے بھانپ گئے کہ یہ عورت بدطینت ہے۔ اور دفعتاً آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔ عورت نے رونے کا سبب پوچھا' تو آپ نے فرمایا: ''اس حسین چہرے پر رو رہا ہوں جو گمراہی کے راستے پر لے جانے والا ہے اور آخرت میں یہی چہرہ بوسیدہ کھوپڑی نظر آئے گا''۔

یہ جواب سنتے ہی عورت کے بدن پر رعشہ طاری ہوگیا، فوراً فعل بد سے تائب ہوئی اور زمانے کی عابدہ وزاہدہ بن گئی۔

اللہ کی نگرانی کا احساس

بنواسرائیل میں کفل نام کا ایک شخص تھا، وہ بُرائیوں کے ارتکاب میں بے باک تھا، ایک مرتبہ کسی عورت کو شدید ضرورت لاحق ہوئی تو کفل نے اُسے ۶۰ دینار اس شرط پر دیا کہ وہ اس کے ساتھ بدفعلی کرے گا۔ جب کفل نے خاتون کے ساتھ بدفعلی کا ارادہ کیا تو وہ کانپ اٹھی اور اس کی آنکھیں بہنے لگیں۔ کفل نے پوچھا: کیوں رورہی ہو؟ خاتون نے جواب دیا: ''اس لیے کہ میں نے یہ کام کبھی نہیں کیا، آج ضرورت نے ہمیں اس کام پر مجبور کیا ہے''۔

کفل بے حد پشیمان ہوا، اس نے کہا: تو اللہ کے ڈر سے رورہی ہے حالانکہ اللہ کا ڈر رکھنے کا زیادہ حقدار میں ہوں، بخدا میں آج کے بعد کبھی اللہ کی نافرمانی نہ کروں گا اور ہاں جو کچھ رقم میں نے تجھے دی ہے وہ تیری ہے۔

اسی رات کفل کی موت ہوگئی، صبح لوگوں نے دیکھا کہ اس کے دروازے پر لکھا ہوا ہے: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ غَفَرَ لِلْكِفْلِ ''اللہ تعالی نے کفل کی بخشش فرمادی''۔ لوگوں کو اس کے معاملے پر بڑا تعجب ہوا کہ ایسے نافرمان انسان کی مغفرت کیسے ہوگئی۔ (سنن ترمذی)

مشک کی خوشبو پھوٹنے لگی

بسا اوقات ایک شخص کو عفت اختیار کرنے کی وجہ سے تکالیف وشدائد کا آئے کار بنا پڑتا ہے لیکن اس کے ذریعہ اللہ تعالی بندے کے ایمان کی آزمائش کرتا ہے، اگر اس نے صبر وشکیبائی کا دامن تھامے ہوئے عفت وپاک دامنی اختیار کی تو اللہ تعالی اُسے دنیا ہی میں بہتر بدلہ عطا کرتا ہے اور آخرت میں انعامات ربانی کا حقدار تو ہوگا ہی......

تاریخ میں ایک نام ابوبکر مسکی آتا ہے۔ مسک کے معنی خوشبو کے ہوتے ہیں اور چونکہ ہمیشہ انکے بدن سے خوشبو پھوٹتی رہتی تھی اسی لیے اُن کو مسکی کہا جاتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیوں خوشبو پھوٹتی تھی؟ یہی سوال کسی نے اُن سے پوچھا تو اُن کا جواب تھا: 'بخدا میں نے کئی سال سے مشک استعمال نہیں کیا تاہم میں تجھے اس خوشبو کی حقیقت بتائے دیتا ہوں'' ایک مرتبہ کا واقعہ ہے ایک عورت نے بہانا کرکے مجھے اپنے گھر میں داخل کرلیا اور دروازہ بند کرکے لگاوٹ ومحبت کی باتیں کرتی ہوئی فحش کاری کی دعوت دینے لگی، میں بہت پریشان ہوا، بھاگنے کے سارے راستے مسدود تھے۔ میرے ذہن میں ایک ترکیب سوجھی: میں نے عورت سے کہا: مجھے طہارت کی ضرورت ہے، چنانچہ عورت نے مجھے بیت الخلا کا راستہ بتادیا: میں جب اندر داخل ہوا تو بیت الخلاء سے فضلات اٹھایا اور پورے بدن پر مَل لیا، پھر اسی شکل میں عورت کے پاس پہنچا۔ جب اس نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو حیرت زدہ رہ گئی اور پاگل سمجھ کر مجھے باہر نکال دیا۔ میں فوراً گھر لوٹا اور غسل کرکے کپڑے بدل لیا۔ جب میں رات میں سویا تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے فَعَلْتَ مَالَمْ يَفْعَلْهُ أَحَدٌ غَيْرُكَ لَأُطَيِّبَنَّ رِيْحَكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ''تو نے ایسا کام کیا کہ دنیا تیرے علاوہ کسی نے نہیں کیا، ہم ضرور تیری بو کو دنیا وآخرت دونوں جگہ معطر رکھیں گے۔ جب میں صبح بیدار ہوا تو مشک کی بو میرے جسم سے پھوٹ رہی تھی اور اب تک وہ سلسلہ جاری ہے''۔

سبحان اللہ! کیا مقام ہے عفت کا کہ آخرت سے پہلے دنیا ہی میں اس کا بہترین بدلہ مل رہا ہے...... تو پھر وقتی لذت کے پیچھے سرپٹ دوڑنے سے کیا فائدہ جس کا انجام ہے ذہنی تناؤ...... دل کی تنگی...... قلق واضطراب...... اور شقاوت وبدبختی۔ سعادت' عشق ومحبت کی داستانوں میں نہیں، رقص وسرود کی محفلوں میں نہیں، آلات جدیدہ کے فحش پروگراموں میں نہیں، اگر سعادت ہے تو عفت وعصمت میں، ذکر الٰہی میں، اطاعت الٰہی میں۔

تو آیئے! ہم عفت وعصمت کو بحال رکھنے کے لیے اپنی ایمانی تربیت کریں، ہمارا تعلق اپنے خالق ومالک سے مضبوط ہو، ہمارے ذہن ودماغ میں ہمیشہ رچا بسا رہے کہ اللہ تعالی ہمارے ظاہر وباطن سے آگاہ ہے، وہ آنکھوں کی خیانت اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔ نفلی روزوں کا اہتمام، قرآن کریم کی تلاوت، نیک لوگوں کی صحبت اور عفت شعاروں کی زندگی کا مطالعہ کرکے ہم بآسانی اپنی عفت وعصمت کی حفاظت کرسکتے ہیں۔

سید عبدالسلام عمری (کویت)

تو ہی اگر نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں

عدم تربیت کے نقصانات

ایک غیر مسلم جب اسلام قبول کرتا ہے تو اس کے ذہن میں آبائی مذہب کے قدیم تصورات رچے بسے رہتے ہیں، اسلام کی واضح تصویر اس کے سامنے نہیں ہوتی، شکوک وشبہات بھی کچھ کم نہیں ہوتے۔ ایسے میں نومسلموں کی ذہنی وفکری تربیت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ جب تک ان پرانے تصورات کو ذہن سے کھرچ کر نکالا نہ جائے تب تک وہ تصورات رہ رہ کر ان کے ذہن ودماغ میں ابھرتے رہیں گے۔ اس حقیقت کی مزید وضاحت کرنے کے لیے صحیح مسلم کی وہ حدیث آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جس کی رو سے فتح مکہ کے بعد صحابۂ کرام کے لشکر جرار کو لیے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے حنین کا رخ کیا، راستے سے گزرتے ہوئے بعض صحابہ کی نظر ایک درخت پر پڑی جس پر مشرکین تبرکاً اپنے ہتھیار لٹکایا کرتے تھے جسے ذات انواط کہا جاتا تھا۔ فوراً کہنے لگے اِجْعَلْ لَنَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ کَمَا لَھُمْ ذَاتُ اَنْوَاطٍ ''اے اللہ کے رسول ﷺ! جیسے ان مشرکین کا ذات انواط ہے ہمارے لیے بھی ایسا کچھ بنادیجئے'' نبی کریم ﷺ اس جملے سے سخت ناراض ہوئے اور کہنے لگے: ''اللہ کی قسم! تم نے ایسی ہی بات کہی جیسی بنو اسرائیل نے (کسی قوم کے بتوں کو دیکھ کر) موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی اِجْعَلْ لَنَا اِلٰھاً کَمَا لَھُمْ آلِھَۃٌ موسیٰ! جیسے ان کے کئی معبود ہیں ویسے ہمارے لیے بھی ایک معبود بنادیجئے''۔

شارحین حدیث لکھتے ہیں کہ یہ جملہ ان صحابہ نے کہا تھا جو ابھی ابھی مسلمان ہوئے تھے' انہیں اسلام لائے ہوئے چند ایام سے زیادہ نہ گزرے تھے، چونکہ ان کی پوری طرح تربیت نہ ہوسکی تھی اس لیے ان کی زبان سے ایسی بات نکل گئی جو بات کسی راسخ العقیدہ مسلمان کی زبان سے نہیں نکل سکتی۔

اس واقعہ سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کسی کے قبول اسلام کے بعد اس کی تربیت کس قدر ضروری ہوجاتی ہے۔ اس کے برعکس اگر ان کی صحیح تربیت نہ ہو تو معاشرے میں ان کا وجود خود مسلمانوں کے لیے خطرے سے کم نہیں، مسلمانوں کے درمیان رہتے ہوئے غیر شعوری طور پر غلط افکار ورسوم کی ترویج ان سے ہونے لگتی ہے۔ ہندو پاک، بنگلادیش اور افغانستان وغیرہ ممالک میں مسلمانوں میں پائی جانے والی بہت ساری اعتقادی ومعاشرتی خرابیوں کا ایک اہم سبب یہی ہے کہ ماضی میں یہاں کی جن نسلوں نے اسلام قبول کیا تھا اُن کی کما حقہ تربیت نہ ہوسکی تھی، نتیجتاً بعد میں آنے والی نسلیں اسی ڈگر پر چل پڑیں۔

اور ہمیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ آپ ﷺ کے انتقال کے بعد فتنۂ ارتداد کھڑا ہوا، ایسے نازک مرحلہ میں اسلام پر ثابت قدم رہنے والے مکہ مدینہ طائف کے باشندے ہی تھے۔ اسلام پر ان کی ثابت قدمی کی بنیادی وجہ یہی سمجھ میں آتی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے قربت کے سبب یہاں کے باشندے نبی کریم ﷺ کی تربیت کے فیض یافتہ تھے چنانچہ فتنۂ ارتداد کی سرکوبی بھی انہیں لوگوں نے کیا۔

ازدواجی مسئلہ :

نومسلموں کی ازدواجی زندگی کا مسئلہ بھی کوئی کم اہمیت کا حامل نہیں ہے، شادی کے معاملے میں جتنی پریشانیاں ہمارے معاشرے میں نومسلموں کو اٹھانی پڑتی ہیں وہ بیان سے باہر ہیں۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ لڑکی کی شادی سے زیادہ پیچیدہ مسئلہ لڑکے کی شادی کا ہے کیونکہ یہ فطری بات ہے کہ ہر والدین کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کا ہونے والا داماد ہر اعتبار سے اچھا ہو بالخصوص ہندوستانی ماحول میں لڑکی کو دینے کا مسئلہ بڑا نازک ہوتا ہے۔ آج ہمارے سامنے ایسے دسیوں افراد ہیں جن کو اسلام قبول کیے ایک عرصہ گزر گیا مگر وہ زندگی کی اس اہم ضرورت سے محروم ہیں۔

اقتصادی مسئلہ :

نومسلموں کا اقتصادی مسئلہ بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے ایک طرف تو یہ نو وارد بھائی اپنے مال وجائداد کو چھوڑ چھاڑ کر اسلام سے رشتہ جوڑتے ہیں تو دوسری طرف ان کے رہنے سہنے اور کھانے پینے کے لالے پڑ جاتے ہیں اور ہم بھی ان سے کم پہلوتہی نہیں برتتے۔ ایک اچھا خاصا گریجویٹ آدمی کو اس کی حیثیت کے مطابق کام کے مواقع فراہم کرنے کے بجائے یہ کہنا کہ ''چل ہمارے ساتھ کھیت میں کام کر اور کھا'' تو کیا یہ اس کے اوپر زیادتی نہیں ہوگی؟ بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج ہمارے مسلم معاشرہ میں ایسا ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ انہیں اقتصادی اعتبار سے مضبوط کیا جاتا اُلٹا نومسلم کے نام پر سوال کرنے کی مکروہ ڈگر پر ڈال دیا جاتا ہے جو یقیناً ان کے اور ہمارے درمیان سوہانِ روح ہے۔ یہ بہت ضروری امر ہے کہ ہمارے اندر ان کی بے لوث محبت اور خدمت کا جذبہ ہو، زکاۃ کے مصاریف میں ''تالیف قلب'' جیسے ایک مصرف کا مقصد بھی یہی ہے۔

مختصر یہ کہ ہم مسلمانوں کو اپنے نو وارد بھائیوں کی ہر اعتبار سے مدد کرنی چاہئے خواہ ان کی تعلیم وتربیت کا معاملہ ہو یا شادی بیاہ کا، اقتصادیات کا مسئلہ ہو یا قانونی دستاویزات فراہم کرنے کا، تاکہ وہ حقیقی اسلامی زندگی گزارنے کے اہل ہوں، ہمارے پیش نظر رسول کریم کی وہ حدیث ہو جس میں فرمایا گیا ہے احب لاخیک ما تحب لنفسک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کر جو خود تم اپنے لیے پسند کرتے ہو

پھر ہم اپنے اندر صحابۂ کرام اور انصار مدینہ کی قربانیاں پیش کرنے کا جذبہ پیدا کریں جنہوں نے نہ صرف مالی اعتبار سے مہاجرین کا تعاون کیا بلکہ ان کی ازدواجی زندگی بنانے میں بھی کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا نیز ہمارے اندر صلہ رحمی اور خدمتِ خلق کا جذبہ پیدا ہوجائے تو آج جو مسئلہ زیادہ دشوار، امر لاینحل نظر آتا ہے وہ اپنے آپ حل ہوجائے گا لیکن

تو ہی اگر نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں

آخر میں میری داعیانِ حق اور غیر مسلموں میں کام کرنے والے اداروں سے یہ مؤدبانہ گزارش ہے کہ ان نومسلم نو وارد بھائیوں کی تعلیم کے لیے مختلف المیعاد نصاب ترتیب دئے جائیں، دو ماہی، سہ ماہی، ششماہی، سالانہ اور دوسالہ وغیرہ تاکہ ہر نومسلم اپنے ذاتی حالات کے پیش نظر جتنا وقت نکال سکتا ہو اس وقت میں اس کی تعلیم وتربیت عمدہ طریقہ سے ہوسکے اور کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ معلومات اُسے حاصل ہوسکے۔

ڈاکٹر ابوالحیات اشرف

حضرت محمد ﷺ کی دعوتی منصوبہ سازی

رسول اکرم ﷺ کی دعوت کو دو ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

- مکی دور۔۔۔۔۔۔جو تقریباً تیرہ سال پر محیط ہے۔
- مدنی دور۔۔۔۔۔جو دس سالوں پر محیط ہے۔

مکی دور کو تین مراحل میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

A- خفیہ دعوت کا مرحلہ: جو عطائے نبوت سے لے کر اگلے تین سال تک تھا۔

B- علی الاعلان دعوت کا مرحلہ: جو نبوت کے چوتھے سال سے دسویں سال کے اواخر تک تھا۔

C- مکہ کے باہر دعوت کا مرحلہ: جو نبوت کے دسویں سال سے ہجرت مدینہ تک رہا۔

مذکورہ ٹائم فریم پر نگاہ ڈالئے اور سوچئے کہ کیا رسول اللہ ﷺ کی یہ منصوبہ سازی ٹھوس بنیاد پر نہیں تھی؟

- خفیہ دعوت کے مرحلہ میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا جو مکہ کی ایک معزز اور صاحب ثروت عورت تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی پہلی حرم محترم تھیں، ان کی وجہ سے اللہ نے نبی ﷺ کے کام میں آسانی پیدا کردی۔ جب مخالفین کی تکذیب اور ناپسندیدہ باتوں کی سماعت سے آپ ﷺ کو صدمہ ہوتا تو اللہ تعالی اس حزن وملال کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ دور فرماتا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق، حضرت زید بن حارثہ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے اسلام پر لبیک کہا اور ان صحابہ کرام کے ذریعہ بعد میں بے شمار اشخاص نے اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''میں نے جس کسی کو اسلام کی دعوت دی، اس کے قبول کرنے میں ایک طرح کی تاخیر، سوچ بچار اور پس وپیش تھا۔ بجز حضرت ابوبکر بن قحافہ کی حالت کے، کہ جب میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے اس میں تاخیر کی اور نہ پس وپیش کیا۔'' (سیرت ابن ہشام، جلد ۱ ص: ۲۷۰)

- جب آں حضرت ﷺ کو حکم ہوا: فاصدع بما تؤمر ''اے نبی! جو حکم تمہیں دیا جاتا ہے اسے اعلانیہ اور تفصیل سے بیان کرو) نیز حکم آیا: وانذر عشیرتک الاقربین (سورہ شعراء :۲۱۴) ''اور اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ''۔

اس حکم کے بعد آپ نے سب سے پہلے اپنے دادا کی اولاد کو خطاب فرمایا:

''اے بنی عبدالمطلب! اے عباس! اے صفیہ! (رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی) اے فاطمہ بنت محمد! تم لوگ آگ کے عذاب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کرلو۔ میں خدا کی پکڑ سے تم کو نہیں بچا سکتا۔ البتہ میرے مال میں سے تم لوگ جو کچھ چاہو مانگ سکتے ہو''۔ پھر آپ نے صبح سویرے صفا کے سب سے اونچے مقام پر کھڑے ہوکر پکارا یا صباحاہ (ہائے! صبح کا خطرہ) لوگ جمع ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں تم سے کہوں کہ پہاڑ کے عقب سے ایک لشکر آرہا ہے، تو تم کو یقین آئے گا؟'' سب نے کہا: ''ہاں! کیونکہ تم کو ہمیشہ سے ہم نے سچ بولتے دیکھا ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو میں کہتا ہوں کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب شدید نازل ہوگا۔'' یہ سن کر سب لوگ جن میں ابولہب آپ کا چچا بھی تھا سخت برہم ہوکر چلے گئے۔'' (صحیح بخاری)

- محمد رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے باہر نکل کر طائف اور دوسرے قبائل جیسے: بنوکلب، بنوحنیفہ، بنو عامر اور بنو صعصعہ وغیرہ کا دورہ کرکے ہجرت مدینہ سے پہلے تک اسلام کی روشنی پہنچادی تھی۔

ہجرت مدینہ میں منصوبہ بندی

تمام مسلمانوں کو ہجرت کرنے کی اجازت مل گئی سوائے حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے۔ کیوں کہ یہ دونوں صحابی ہجرت کے منصوبہ کے اہم اعضاء تھے۔ آں حضرت ﷺ نے ایک رات طلوع فجر سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر نکلے اور یمن کا راستہ اختیار کیا جو مدینہ کے راستہ کی ضد تھا۔ غار ثور میں تین رات ٹھہرے۔ عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ ان دونوں کے پاس رات گذارتے اور رات کے آخری حصہ میں واپس جاکر قریش مکہ کے پاس صبح کرتے اور دن بھر کی خبریں رات کو پہنچادیتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ ان دونوں کی نگہداشت کرتے۔ ان کی بکریاں عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نقش پا کو مٹادیتیں۔ تین دن کے بعد عبداللہ بن اریقط لیثی بطور گائڈ کے سواریوں کے ساتھ غار ثور میں ملاقات کی اور مدینہ کے لیے روانہ ہوگئے۔

مدینہ میں ریاست کی منصوبہ بندی

مدینہ کی آبادی تین طرح کے عناصر پر مشتمل تھی:

- مسلمان جن میں مہاجر وانصار دونوں شامل تھے۔
- مشرکین اور
- یہود

مدینہ پہنچ کر آپ ﷺ نے سب سے پہلے مسجد کی تعمیر فرمائی، مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخاۃ قائم کیا، دستوری چارٹر تیار کیا جو مدینہ کے شہریوں اور یہودیوں کے درمیان تعلقات کی تنظیم کرتا تھا۔ آپ نے کسی سے صلح کی۔ قبائل و پڑوسی مملکتوں کے سربراہوں سے تعلقات استوار کیے۔ کچھ دنوں کے بعد غدار یہودیوں سے حسابات چکائے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ہر جگہ زبردست منصوبہ بندی ہے۔ یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ دعوت کی منصوبہ سازی نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔

وَلَا یَجْعَلُ اَبَ الأَبِ اَبًا ’’زید بن ثابتؓ کیا اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں، جو فرائض میں ایسی باتیں کرتے ہیں‘‘۔ یہ جملہ انہوں نے کہا لیکن احترام دیکھئے جب بھی وہ زید بن ثابتؓ کی سواری کو دیکھتے تو اٹھ کر نکیل پکڑتے اور سہارا دے کر انہیں اُتارتے ۔ زید بن ثابتؓ لاکھ روکتے تو فرماتے: هٰكَذَا اُمِرْنَا اَنْ نَفْعَلَ بِعُلَمَائِنَا ’’ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنے اہل علم کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کریں‘‘، اور دوسری طرف جب حضرت زید ثابتؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو سواری پر دیکھتے تو اسی طرح کا معاملہ فرماتے ۔ انہیں اُتارنے میں پوری مدد کرتے ، اپنے کندھے کا سہارا دیتے ،حضرت عبداللہ بن عباسؓ منع فرماتے تو کہتے هٰكَذَا اُمِرْنَا بِاَنْ نَفْعَلَ بِاَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ ’’ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم اہل بیت کے ساتھ ایسا ہی کریں‘‘۔

دیکھئے ! اختلاف زوروں پر ہے، اس کے باوجود ایک دوسرے کے احترام میں کوئی کمی نہیں آئی ، یہ رنگ آپ سلف صالحین کے اندر بھی دیکھیں گے۔

امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام اسحاق بن راہویہؒ کے درمیان اختلافات موجود تھے لیکن اس کے باوجود ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف کوئی رنجش اور غلط فہمی نہیں پیدا ہوتی تھی۔ آپ جانتے ہیں کہ امام شافعیؒ کے پاس فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا اتنا ضروری ہے کہ اگر وہ چھوٹ جائے تو اس کے لیے سجدۂ سہو لازم ہو جاتا ہے، لیکن خود امام شافعیؒ نے جب بغداد میں امام ابوحنیفہؒ کی مسجد میں فجر کی نماز پڑھائی تو دعائے قنوت چھوڑ دی، لوگوں نے حیرت سے پوچھا تو آپ نے فرمایا تَاَدُّبًا لِهٰذَا الْاِمَامِ ’’اس امام کے ادب واحترام میں ہم نے اسے چھوڑ دیا‘‘۔

(٤) چوتھی بات : سیاسی اختلافات بھی خود ہی حل کیے جائیں ، فتح وشکست کسی بھی صورت میں غیر کا تعاون اور اس کی ثالثی قبول نہ کی جائے ، یہی طریقہ تھا مسلمانوں کا ، حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان ایک تاریخی جنگ ہوئی، جسے جنگِ صفین کہا جاتا ہے، اس جنگ میں کئی صحابہ شہید ہوئے، اس میں جب حضرت معاویہ کا پلڑا کمزور پڑنے لگا تو روم کے بادشاہ نے پیشکش کی ، اس نے کہا: ’’میں ہتھیار اور فوج آپ کی مدد کے لیے بھیجتا ہوں تا کہ آپ حضرت علیؓ پر آسانی سے غالب آجائیں‘‘۔ اس وقت حضرت امیر معاویہؓ نے جو جواب دیا، تاریخ نے اُسے محفوظ کر لیا ہے، حضرت معاویہؓ نے روم کے بادشاہ کو خطاب کر کے کہا: ’’اے نصرانی کتے! تیری جرأت کیسے ہوئی کہ تو ہمارے درمیان مداخلت کرے‘‘۔

یہی بات ہر دور میں ہونی چاہیے لیکن آج ہم سیاسی میدان میں اپنے ہی بھائی کو ہرانے، اُسے شکست دینے اُسے نیچا دکھانے اور اپنی جیت کا اعلان کرنے کے لیے کیا کیا نہیں کرتے ہیں اور کس حد تک چلے جاتے ہیں۔

(٥) پانچویں بات : اسلامی نظام حیات کی وسعت اور آفاقیت کے پیش نظر تقسیم کار کو ناگزیر سمجھا جائے، طریق کار کے اختلاف کو مخالفت تصور نہ کیا جائے۔

جس طرح ملک کی حفاظت کے لیے بری، بحری اور فضائی افواج ہوتی ہیں ان میں ہر ایک کا میدان الگ، ہر ایک کا اسلحہ الگ، اور ہر ایک کی وردی بھی الگ، لیکن سب ملک کی حفاظت کے معاملہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند سینہ سپر رہتے ہیں۔ ان کی ہر چیز مختلف ہونے کے باوجود وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم تمام کا مقصد ایک ہے، یعنی ملک کی حفاظت ، اسی طرح مسلمانوں کے درمیان کام کرنے والی جماعتیں بھی متعدد ہو سکتی ہیں، عقیدہ کی اصلاح کے لیے ایک جماعت ،عبادات اور انکے احکام سمجھانے کے لیے، اخلاق اور عادات سدھارنے کے لیے ذہن وفکر کی تعمیر کے لیے، علم وفن کی ترویج کے لیے، حالاتِ حاضرہ سے باخبر رکھنے کیلئے، اصولِ سیاست اور فنونِ سپہ گری کی تعلیم ، ہر ایک کام اور میدان کے لیے علیحدہ علیحدہ جماعتیں ہو سکتی ہیں۔

صحابۂ کرام کی مختلف جماعتوں کو مختلف میدانوں میں ہم ایسے ہی دیکھ سکتے ہیں ۔ زہد وعبادت میں سر فہرست حضرت ابوہریرہؓ اور ابوذر غفاریؓ ہیں، تو بساطِ سیاست میں حضرت عمرؓ اور امیر معاویہؓ نامور ہیں۔ عزیمت میں حضرت ابوبکرؓ، سخاوت میں حضرت عثمانؓ، شجاعت میں حضرت علیؓ، میدانِ جنگ میں حضرت حمزہؓ اور خالد بن ولیدؓ۔ علمائے صحابہ اور فقہائے صحابہ میں عبداللہؓ بن مسعود اور عبداللہؓ بن عمرؓ کے نام نمایاں ہے تو تجارت میں حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور صہیبؓ کے نام ملیں گے

اُسی طرح دین اور دنیا دونوں کے کام تقسیم کار ہی سے استوار ہو سکتے ہیں۔ آپ دنیا کی کسی بھی بڑی چیز کو دیکھئے، کوئی فیکٹری ہو یا کارخانہ ، کوئی بھی ایجاد واختراع ہو، اسے بنانے کے لیے کتنے قسم کے فنکار اور دستکار کام کرتے ہیں۔ سب کو اپنی اپنی صلاحیت کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے اور دوسرے کی صلاحیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کا تعاون قبول بھی کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے فن کے قدرداں بھی ہوتے ہیں تبھی چل کر اس دنیا کی کوئی بھی چیز بنتی ہے

(٦) چھٹی بات : ہم سب کو ایک دوسرے کو قریب سے اور براہ راست خالی الذہن ہو کر سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہر فرد ایک دوسرے کے اجتماعات میں مخلص اور خیر خواہ کی حیثیت سے شرکت کرے، اچھائیوں کو سراہے، خامیوں کو اگر واقعی بالاتفاق خامی ہو تو اسلامی طریقہ ادب سے اس کی اصلاح کرے، یہی صحیح اور اصل ہے۔ ہمارے انتشار نے ہمیں جو نقصان پہنچایا، اس سے کئی گنا فائدہ ہمارے اعداء ودشمنوں کو پہنچایا، اسلام کی پاکیزہ صورت جو داغدار ہوئی اس کا درد ہر مسلمان محسوس کرے۔

(٧) ساتویں بات : ہمیں ہمیشہ حق کی سربلندی کی فکر ہو اور حق کی تلاش ہی ہمارا مقصود اصلی ہو، جہاں سے بھی یہ حاصل ہو ہمارے لیے یہ قابل قبول ہو۔ حق کی جستجو کے ساتھ ساتھ ہماری زبانوں پر یہ دعائے ماثور ہو اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ ۔

(٨) آٹھویں اور آخری بات : ہماری نیتوں اور عمل میں اخلاص کی شدید ضرورت ہے، اس کی دولت سے مالامال ہو جائیں تو ہم پندارِ نفس اور غرورِ علم کے بہت سارے فتنوں سے محفوظ رہ کر اتحاد کی راہ میں ایک دل ایک جان بن کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مثال کو پھر زندہ کر سکتے ہیں

آیئے ہم سب مل کر دعا کریں اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَعْمَالَنَا كُلَّهَا صَالِحَةً وَاجْعَلْهَا لِوَجْهِكَ خَالِصَةً وَلَا تَجْعَلْ لِغَيْرِكَ فِيْهَا شَيْئًا ۔

اتحادِ ملت اور اس کی عملی تدابیر

مولانا حفیظ الرحمٰن اعظمی عمری

ذیل کا یہ مضمون برصغیر کے معروف عالم دین حضرت مولانا حافظ حفیظ الرحمن اعظمی عمری صاحب حفظہ اللہ کے ایک خطاب سے عبارت ہے جو آپ نے بنگلور کے ایک جلسۂ عام سے فرمایا تھا ، اور موقر جریدہ " راہ اعتدال " نے اُسے " اتحاد امت نمبر " میں شائع کیا تھا ۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ہم یہ چشم کشا خطاب قارئین مصباح کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں (ادارہ)

اتحاد کی ضرورت اس کی اہمیت اور اس کی افادیت پر کچھ کہنا تحصیل حاصل ہے آج ہر مسلمان، اس تلخ حقیقت سے واقف ہے کہ ہمارا ماضی کیسا شاندار تھا اور آج ہمارا حال کیسا عبرتناک ہے۔ شاعر نے کہا ؎

بِالأَمْسِ كُنَّا وَمَا يُخْشىٰ تَفَرُّقُنَا
وَالْيَوْمَ صِرْنَا وَلَا يُرْجىٰ تَجَمُّعُنَا

کبھی ہم ایسے تھے کہ ہمارے انتشار وافتراق کے بارے میں وہم وگمان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اور آج ہم ایسے ہوگئے ہیں کہ اتحاد کی بات کرنا بھی خواب وخیال لگتا ہے۔ اس افتراق وانتشار نے ہمیں کتنا نقصان پہنچایا ہے اور اسلام کے چہرے کو داغدار بنا دیا ہے ۔ آج اسلام کی اشاعت اس کی وجہ سے رک گئی ہے۔

اس افتراق وانتشار کا جو نقصان ہمیں پہنچا سو پہنچا ،لیکن دشمن اس سے برابر فائدہ اٹھا رہا ہے ۔ جب بھی اسے ضرورت پڑتی ہے، ہمیں لڑا دیتا ہے، ہمیں ان بحثوں میں الجھا کر اپنا الو سیدھا کرتا ہے، جن کا حاصل کچھ بھی نہیں، سوائے اس کے کہ ہم اپنی صفوں میں رخنہ پیدا کریں اور دور سے دور تر ہوتے چلے جائیں۔

پوری اسلامی تاریخ اس بات پر گواہ ہے۔ قرآن نے ایک آفاقی اور عالمگیر اتحاد کی دعوت دی، قرآن نے کہا: دنیا کے سارے انسان ایک ہی خاندان کے افراد ہیں ۔ ان کے ماں باپ ایک ہیں ﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ ﴾ سورة الحجرات ۱۳ کہ سارے انسان وہ جہاں کہیں بھی رہتے ہوں، مشرق میں یا مغرب میں، عرب میں یا عجم میں، ان کی زبان کچھ بھی ہو، ان کا رنگ کچھ بھی ہو اور ان کا مذہب وعقیدہ کچھ بھی ہو، سب ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں۔

پھر دوسری بات جو اس نے کہی، وہ یہ کہ ﴿ شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ﴾ (شوری ۱۳) تمام پیغمبر چاہے وہ نوح ہوں یا ابراہیم، موسیٰ ہوں یا عیسیٰ یا محمد ﷺ۔ ان سب کی امت، ان سب کی شریعت اور ان سب کا دین ایک ہے۔ اس کے بعد خاص کر مسلمانوں سے جو نبی کریم ﷺ کی امت مرحومہ ہیں، کہا گیا ﴿ وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ﴾ (سورة المؤمنون ۵۲) تم سب ایک ہی امت ہو تم کو سیسہ پگھلائی ہوئی دیوار کی طرح رہنا ہے ۔ اسی میں تمہاری طاقت اور عزت کا راز مضمر ہے ۔ اگر تم نے آپس میں اختلاف کیا تو یہ اختلاف تمہیں لے ڈوبے گا۔ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی ۔ اور تم دنیا کی نظروں میں ذلیل وخوار ہو جاؤ گے ۔ اتحاد واتفاق کے بارے میں قرآن مجید نے بہت کہا۔ احادیث میں رسول اکرم ﷺ نے مثالوں کے ذریعہ سمجھایا۔ لیکن افسوس پتہ نہیں نہ جانے کس کی نظر کھا گئی کہ ہم افتراق وانتشار کا شکار ہوگئے اور نقصان بھی برابر اٹھا رہے ہیں ۔ اور اس کا احساس بھی ہر مسلمان کو ہے، لیکن پھر بھی اپنی اپنی خول میں کچھ اس طرح بند ہیں اور اپنی اپنی چیزوں سے اس طرح خوش ہیں کہ جب بھی اس کے تدارک کی بات آتی ہے تو ہم اس سے نکلنے کے لئے ذرہ برابر بھی تیار نہیں ہوتے ۔

اس کے لیے میں اتحاد ملت کی چند عملی تدابیر کچھ سوچ کر، کچھ مطالعہ کے بعد اور کچھ اپنے درد کی وجہ سے آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

﴿۱﴾ سب سے پہلے اتحاد ملت کے لیے کتاب وسنت کی بالا دستی کو عقیدۃً ہی نہیں عملاً بھی تسلیم کیا جائے۔

﴿۲﴾ دوسری بات: معتقدات ومجتہدات اور افکار ونظریات کی بنیاد پر افتراق کرنے کی بجائے مناسب وقت کا انتظار کیا جائے۔

علم لامحدود ہے، اسی طرح انسانی عقل بھی، اللہ نے کسی کو عقل کسی سے زیادہ دی ہے ۔ وہ حق کو زیادہ سمجھ سکتا ہے، لیکن اپنے اختلاف کو پیش کرنے کے لیے مناسب وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔

میں دراصل تاریخ اسلام کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں، جیسے حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکرؓ سے اختلاف تھا اور آپ نے اسے پیش بھی کیا، لیکن حضرت ابوبکرؓ سے ماننے کے لئے تیار نہیں ہوئے ۔ حضرت عمرؓ نے نہ ہی اسے عوام کے سامنے پیش کیا اور نہ اسے واپس لیا، بلکہ اسے اپنے دل میں رکھا اور جب آپ سریر خلافت پر متمکن ہوئے تو جو نظریہ آپ رکھتے تھے اس پر عمل کیا اور لوگوں سے بھی اس پر عمل کرایا، جیسے حضرت خالد بن ولیدؓ کی معزولی کا کام، انصار ومہاجرین کے وظائف میں فرق اور ایسے بے شمار مسائل ہیں ۔ غرض اللہ تعالی نے آپ کو جو علم دیا ہے اور جو عقل دی ہے، اس کی روشنی میں آپ کو جو حق نظر آتا ہے، آپ اسے ایسے نامناسب وقت میں پیش نہ کریں کہ اس کی وجہ سے کوئی جماعت بنے، آپ اسے کسی مناسب وقت کے لیے اٹھا رکھیں، جب ماحول سازگار ہو ،لوگ آپ کی بات سننے کے لائق ہو جائیں اور میدان ہموار ہو جائے تب آپ اسے نافذ کریں۔

﴿۳﴾ تیسری بات: علمی اور اجتہادی مسائل کو علم ہی کے دائرے میں رکھ کر حل کیا جائے ، اختلاف کو مخالفت اور عداوت کا رنگ نہ دیا جائے ، صحابۂ کرام اور ائمہ دین کا اختلاف ایسا ہی تھا۔ حق اگر مخالف کی جانب سے بھی آجائے تو ہمیں اُسے سرآنکھوں پر رکھنا چاہیے اور دل وجان سے اُسے قبول کر لینا چاہیے ۔ اختلاف کی صورت میں اپنی بات کو ترجیح دینے سے بڑھ کر تلاشِ حق مقصود ہو، پھر انا کا مسئلہ آئے گا اور نہ ذاتی تعلقات میں فرق آئے گا اور اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اختلاف کے باوجود ہم محبت ویگانگت کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں گے ایسا ہی اختلاف تھا ائمہ سلف کے درمیان ۔ صحابۂ کرام کی زندگیوں کے مطالعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے ۔ حضرت زید بن ثابتؓ اور عبداللہ بن عباسؓ کے درمیان شدید اختلاف تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: أَمَا يَتَّقِي اللهَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ يَجْعَلُ ابْنَ الْابْنِ ابْنًا

کرنے کے لیے ہی اُس نے ''نیو ورلڈ آرڈر'' کا نظام پیش کیا......گلوبلائزیشن کے پیچھے بھی یہی راز پوشیدہ ہے کہ میری عالمی قوت اور حیثیت کو ختم کر دیا جائے......

بیٹا! وہ بڑا ہوشیار اور چالباز ہے......آج وہ جدید ہتھیار سے لیس ہے، اس کے کارندے اپنے ''کاز'' کے حصول کے لیے بڑے ہی سرگرم عمل ہیں، مجھے دقیانوس ثابت کرنے کے لیے ہی انہوں نے پورے ''عالمی نظام تعلیم'' پر اپنے اثرات چھوڑے۔

جدید سائنس اور ٹکنالوجی کو بڑی ہی چابک دستی سے انہوں نے اپنے کنٹرول میں کر رکھا ہے......عالمی تجارتی منڈیاں اور ریاست و سیاست کی کاروباریاں مکمل ان کے قبضہ میں ہیں......مگر بیٹا! میں......میں......میری طاقت اٹل ہے......قسامِ ازل نے روزِ اول ہی سے فیصلہ کر دیا ہے کہ کوئی بھی میری طاقت کو توڑ نہیں سکتا......کوئی نہیں......مگر ہاں! ایک بات ضرور ہے بیٹا! (بڑے میاں ایک سرد آہ بھر کے بڑے ہی متفکرانہ لہجے میں گویا ہوئے) ایک بات ضرور ہے کہ میری سربلندی اور میرا غلبہ......میرے ماننے والوں کے زورِ بازو اور ایمان و یقین پر انحصار کرتی ہے......وہ دیکھو خطاب کا بیٹا عمر......عاص کا بیٹا عمرو......جراح کا بیٹا عامر......قاسم کا بیٹا محمد......یہ سب لوگ جی جان سے مجھے چاہتے تھے......اور جب تک یہ لوگ تھے......میں ہمیشہ سربلند رہا......اور وہ صلاح الدین ایوبی......فاتح بیت المقدس......اگر ایسا کوئی آج ہوتا تو کس کی ہمت تھی کہ مسجد اقصیٰ کی طرف ایک نگاہِ غلط بھی ڈالے۔

تھے تو وہ آبا تمہارے ہی مگر تم کیا ہو
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظرِ فردا ہو

(بڑے میاں کہتے کہتے آبدیدہ ہو گئے اور بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگے) بیٹا!

''وہ مردِ مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو
ہو جس کی رگ و پے میں فقط مستیٔ کردار''

آج میرے ماننے والے کہاں ہیں......میرے چاہنے والے کدھر ہیں......وہ زمانہ تھا۔

ہر مسلماں رگِ باطل کے لیے نشتر تھا
اس کے آئینۂ ہستی میں عمل جوہر تھا
جو بھروسا تھا اُسے قوتِ بازو پر تھا
ہے تمہیں موت کا ڈر اُس کو خدا کا ڈر تھا
''ہے طواف و حج کا ہنگامہ اگر باقی تو کیا
کند ہو کر رہ گئی مومن کی تیغِ بے نیام''

میں بڑی دلچسپی سے بڑے میاں کی باتیں سنتا رہا......

جب بڑے میاں سانس لینے کے لیے رُکے تو میں نے پوچھا......بڑے میاں! آج اپنے ماننے والوں کو آپ کا پیغام کیا ہے......

بڑے میاں کہنے لگے......بیٹا! تم لوگوں سے میں یہی کہوں گا کہ۔

''عقل ہے تیری سپر عشق ہے شمشیر تری
میرے درویش! خلافت ہے جہانگیر تری
ماسوا اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تری
تو مسلماں ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری''

میرا پیام ہے......کہ۔

اے بے خبر! تو جوہرِ آئینۂ ایام ہے
تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے

میں نے پوچھا: بڑے میاں......! مجھے اس روشنی کے باوجود تاریکی......ہنگاموں کے باوجود سناٹے کا معمہ سمجھ میں نہیں آیا......آخر کیا ہے یہ؟

بڑے میاں مسکرانے لگے......اور میرے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہنے لگے......بیٹا! یہ جدید سائنس و ٹکنالوجی کی روشنی ہے......یہ خدا بیزار نئی تہذیب کے خدوخال ہیں......فلک بوس عمارتیں، آسائشِ زندگی کی زود سامانیاں، دیدہ و دل کو چندھیانے والے برقی قمقمے، غمزہ و غازہ سے رنگین لب و رخسار و دل آویز مسکان سجائے چہرے، زرق برق لباس......''حسن کی بارگاہیں گلی در گلی، لالہ و گل کے جلوے چمن در چمن'' یہی سب کچھ دیا ہے اس تہذیب نے......''ایسا لگتا ہے کہ اُس کی ہر ادا رقصِ دل و روح کا پیغام لیے'' اور اس کی ''ہر نظر دعوتِ مئے خانۂ خیام لیے'' ہمارے سامنے کھڑی ہے۔

......مگر بیٹا!

''جس بادہ کی مستی دل توڑے، جس جام سے روحیں گھائل ہوں
وہ تازہ لہو ہے بادہ نہیں وہ کاسۂ سر ہے جام نہیں''

بیٹا! اس تہذیب نے جتنا بدن کو پال پوس کر بڑا کیا......روح کو اتنا ہی گھائل بھی کیا ہے، یہاں جتنے ہونٹ مسکراتے ہیں......اتنے ہی دل رنجیدہ ہیں......جتنی آرام گاہیں بڑھیں......بے خوابی کے امراض میں بھی اتنا ہی اضافہ ہوا اور ظاہر جتنا سجا ہوا ہے اندرون اتنا ہی بجھا ہوا ہے......روشنی کے جتنے دھارے پھوٹے اتنا ہی ''کھو گیا وادیٔ ظلمات میں انساں کا ضمیر'' اور

''شہروں کی رونق کے پیچھے ایک بھانک سناٹا ہے
بستی بستی پھیل گئے ہیں حسرت و حرماں کے ویرانے''

بیٹا! انسان جب مشینی دور میں داخل ہوا اور انسانی تہذیب نے اپنا رنگ بدلا تو اس کا دعویٰ تھا کہ۔

اب اُجالے ہی اُجالے کی حکومت ہوگی
ختم آلامِ شبِ غم کی حکایت ہوگی

مگر۔

''زبان پہ عیش کے نغمے دلوں میں شورشِ غم
یہ زندگی تو نہیں زندگی کا ماتم ہے''

یہ کیونکر ہوا......اقبال نے اس کی بڑی اچھی ترجمانی کی ہے۔

''نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے''

جب بڑے میاں نے بات ختم کی تو میں نے پوچھا:

''بڑے میاں! آخر اس ملت کے دن کب پھریں گے کہ قومِ رسولِ ہاشمی اپنا کھویا مقام پھر سے حاصل کرے......کیا مستقبل قریب میں کوئی ایسا امکان بھی ہے کہ ان ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے ماروں کے دن سنور جائیں......

میں سوال پر سوال کیے جا رہا تھا اور مجھے محسوس تک نہ ہو سکا کہ بڑے میاں میری نظروں سے اوجھل ہو چکے ہیں......اور اتنے میں میری آنکھ بھی کھل چکی تھی......

اعجاز الدین عمری (کویت)

رہ جاتے ہیں خواب اکثر ادھورے ہی......

روشنی

کا دھارا پورے بہاؤ کے ساتھ میرے چہرے پر پڑ رہا تھا ......میری آنکھیں چندھیا جا رہی تھیں...... میں پوری طرح روشنی میں نہا چکا ہوں ...... ایسا لگتا تھا جیسے روشنی کی بارش ہو رہی ہو...... چاروں طرف روشنی ہی روشنی موجزن تھی ...... روشنی ......! طوفانِ روشنی ......! روشنی کا سیل رواں ...... کچھ بجھائی نہیں دے رہا کہ آخر یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے!!؟ اُف خدایا...... یہ کیسی روشنی ہے!! روشنی کا دھارا......! روشنی کی بارش ......!! روشنی کا طوفان ......!! روشنی کا سیل رواں......!! آنکھوں کو چکا چوند کرنے والی تیز روشنی ......!!؟ اب تو میں گھبرانے لگا ہوں کہ کہیں میری بصارت نہ چلی جائے ......؟ ارے ...... یہ ہنگامہ کیسا!!؟ یہ شور کیوں بپا ہے!؟ میرے کان پھٹے جا رہے ہیں ...... یہ...... اتنی روشنی کے باوجود مجھے نظر کیوں نہیں آتا ......؟ یہ اندھیرے کیوں بڑھنے لگے ہیں ......؟ مجھے چلنا کدھر ہے!!؟ راستہ کہاں کھو گیا ہے!!؟ کہیں کچھ بھی تو دکھائی نہیں دیتا ...... انسان کدھر گیا!!؟ یہ صدائیں کہاں سے آ رہی ہیں ......؟ یہ دل کے آر پار سناٹا سا کیوں ہے!!؟ ہنگامے اور پر ہول سناٹا......!!؟ اجالا اور تاریکی ......!!؟ روشنی اور راستہ ناپید......!!؟ میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا...... سوچتے سوچتے کہیں میرا دماغ پھٹ نہ جائے......! میں خود ہی بڑبڑانے لگا کہ آخر میں کدھر آ پہنچا ہوں؟ میری پریشانی بڑھتی جا رہی ہے...... اب تو کچھ جھلاہٹ بھی طاری ہو چکی ہے ...... کہ اچانک پیچھے سے ایک ہلکی ...... مگر بڑی پیاری آواز آتی ہے ...... بیٹا!! میں نے مڑ کر دیکھا...... مگر کچھ نظر نہیں آیا...... آواز پھر آئی اُدھر نہیں ادھر......! یہ آواز کیا تھی ...... وقار اور تمکنت بھری ...... اس میں یقین واعتماد جھلکتا تھا...... میں نے آواز کی جانب نظر اُٹھائی۔ ہالۂ روشنی کے پیچھے دھندلکوں میں ایک نہایت ہی بوڑھا شخص کھڑا تھا...... بوڑھا مگر آنکھوں میں بلا کی کشش تھی ...... ایک عجیب وغریب چمک ...... دل کی خلش اب ذرا کم ہوتی نظر آئی......

میں حیرت واستعجاب کے عالم میں ڈوبا سوال کر گیا!!

"بڑے میاں آپ ہیں کون؟"

بیٹا!! (پھر وہی بارعب، اعتماد اور یقین سے بھری آواز آئی) بیٹا! میں صدیوں کا بیٹا ہوں...... میں صدیوں کی کہانی ہوں...... دنیا کی پہلی سچائی ہوں میں...... دنیا کی سب سے بڑی حقیقت میں ہوں...... میری زندگی ازل سے وابستہ ہے اور ابد تک پھیلی ہوئی ہے ...... میں کائنات کی خاموش زبان ہوں ...... میں قافلۂ انسانیت کا پیشوا ہوں...... میں...... میں میر یہ لب کائنات مگر مظہر حق کی کھلی دعوت ہوں...... میں تم جیسے پریشان حال اور سمت ناآشنا لوگوں کا رہبر ہوں...... ابن آدم کی تاریک راتوں کا میں ہی چراغ ہوں ...... اندھیروں کا پردہ چاک کرنا اور روشنی کی امید جگانا ہی میرا کام ہے ...... آدم گری میرا خاصہ اور شیشہ سازی میرا پیشہ ہے۔ وہ میں ہی ہوں جس نے آدم کو توبہ کی راہ دکھائی......نوح کو صبر وثبات کی چٹان میں نے بنایا...... ابراہیم کو باطل سے ٹکرا جانے کا حوصلہ بھی میں نے ہی بخشا...... داؤد کو حکمت اور سلیمان کو طاقت میری بدولت ملی...... وہ میں ہی تھا جس نے یوسف کو چاہ کنعاں سے نکال جاہ عالیشان عطا کیا تھا...... لاچار اور مجبور موسیٰ کو زورآور فرعون کے مقابل میں نے کھڑا کیا تھا...... عیسیٰ کو مسیحا میں نے بنایا...... محمد کے انقلاب کا راز بھی میں ہی ہوں ...... وہ میں تھا کہ میرے نام سے شیطانی راج نیتوں کی چولیں ہلتی تھیں اور طاغوتی بنیادیں لرز اٹھتی تھیں ...... عزازیل کو ابلیس لعین میں نے بنایا...... خدائی نظام میں رخنہ ڈالنے والے ہر سرکش کے سر کو تن سے جدا میں نے کیا ہے...... باطل ہمیشہ مجھ سے خائف رہا کہ نمرود کی آتش میں نے بجھائی تھی...... فرعون کا زور میں نے توڑا تھا...... کسریٰ کے کنگن میں نے اُتارے تھے...... قیصر کو کیفرِ کردار تک میں نے ہی پہنچایا تھا ...... صلیبیوں کی آنکھ میں میں ہی چبھا کرتا تھا...... یہود کے دل کا کھٹکا بھی میں ہی ہوں ...... میں زندگی کا ایک نظام کامل ہوں...... باطل کے لیے میں نے کوئی ایک میدان بھی نہیں چھوڑا...... اسی لیے باطل کو میں ایک آنکھ نہیں بھاتا ......کبھی تو وہ مونچھوں کو تاؤ دیتے مجھے للکارتا ہے تو کبھی اُس پر جھنجھلاہٹ سی طاری رہتی ہے ......

ابلیس لعین پورے نظامِ باطل کا قائد اول ہے، وہ ذہین ہی نہیں مکار وعیار بھی ہے۔ ماضی میں اس نے میرے مقابل اگر قوم ثمود، عاد، قوم نوح وتبع اور نمرود وفرعون کو کھڑا کیا تھا...... تو بعد کے ادوار میں اس نے نئے نئے نام سے میرے خلاف تحریکیں چلائیں ...... یہ تحریکیں کبھی ریشنلزم، ہیومانزم اور سیکیولرزم کے نام سے اٹھیں اور کبھی فیوڈل ازم، مارکسزم کے نام سے ظہور پزیر ہوئیں اور اب شیطان Capitalism کی پشت پناہی کرتے ہوئے امریکہ میں جلوہ گر ہے ؎

بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں
اگرچہ پیر ہے آدم جواں ہیں لات ومنات

ہر زمانے کی طرح آج بھی اُس نے میرے خلاف بڑا زور آزمایا ہے...... کارزارِ ہستی میں پوری تیاری کے ساتھ وہ میرے خلاف نبرد آزما ہے ...... مجھے کمزور

الله ﷺ نے جو معاشی نظام پیش کیا ہے وہ نہایت معتدل اور عادلانہ ہے۔ آپ کی نگاہ میں مال و دولت اور سرمایے کا حصول بُری چیز نہیں ہے، لیکن سرمایہ داری فی الحقیقت بری ہے۔ اسی طرح انسانوں کی آزادیٔ معاش کو سلب کر لینا بھی مذموم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے گلوبلائزیشن سے بڑھ کر عالمی برادری کا تصور پیش کیا لیکن ہر انسان کو معاشی طور پر آزاد رکھا۔ جس کی وجہ سے عالم اسلام پہلی، دوسری اور تیسری دنیا کی ناروا اصطلاحات اور اس کی خطرناکیوں سے محفوظ رہا۔ اور ہر طرف خوشی اور خوش حالی ہی خوش حالی نظر آنے لگی۔

حقوق حیواں کا تحفظ

آنحضرت ﷺ نے نہ صرف یہ کہ انسانوں پر رحمت و شفقت کے پھول برسائے بلکہ آپ کی باران رحمت سے چرند و پرند نے بھی پیاس بجھائی۔ امام بخاری نے الادب المفرد میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ کسی سفر میں جا رہے تھے، دوران سفر ایک جگہ پڑاؤ ڈالا گیا قریب ہی میں ایک پرندہ انڈا دیا ہوا تھا۔ ایک صاحب نے وہ انڈا اٹھالیا، چڑیا بے قرار ہو کر پر مارنے لگی۔ آپ نے دریافت کیا کہ اس کو کس نے اذیت پہنچائی ہے؟ ان صاحب نے عرض کیا کہ "میں نے اس کا انڈا اٹھالیا ہے"۔ آپ نے فرمایا "اسے وہیں رکھ دو"۔

ایک مرتبہ کسی انصاری کے باغ میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے، ایک لاغر اونٹ پر نظر پڑی وہ آپ کو دیکھ کر بلبلایا، آپ نے شفقت سے اس پر ہاتھ پھیرا، پھر لوگوں سے اس کے مالک کا نام دریافت کیا، معلوم ہوا کہ ایک انصاری کا ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا "اس جانور کے معاملے میں اللہ سے نہیں ڈرتے"۔ (ابوداؤد)

ماحولیات کا تحفظ

دور حاضر میں ماحولیاتی آلودگی کا مسئلہ اس قدر بھیانک شکل اختیار کر گیا ہے کہ ہزار کوششوں کے باوجود اس پر کنٹرول مشکل ہو گیا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ قدرتی وسائل کا بے دریغ بے دردی کے ساتھ استعمال ہے۔ مثال کے طور پر پیڑ پودوں کا ماحولیات کے توازن کو برقرار رکھنے میں کلیدی رول ہوتا ہے لیکن آج حال یہ ہے

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ سیرت نبوی ﷺ کے پیغام کو عام کیا جائے۔ اگر معاصر دنیا واقعی مادی ترقی کے ساتھ ساتھ اخلاقی و روحانی ترقی چاہتی ہے اور وہ پرامن اور خوش حال زندگی کی خواہاں ہے تو اسے اسوۂ رسول ﷺ کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانا ہوگا کیوں کہ موجودہ مشکلات کا حل سیرت نبوی میں موجود ہے۔

کہ جنگلوں کا صفایا کر کے شہر کے شہر بسائے جا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے آج سے چودہ سو سال قبل اس مسئلہ کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے خود درخت لگائے اور درخت لگانے کی فضیلت بیان کر کے صحابہ کرام کو درخت لگانے پر اُبھارا۔ آپ نے فرمایا کہ "جو شخص کوئی پودا لگاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس پودے کے پھل کے برابر ثواب سے نوازتا ہے"۔ (مسند احمد: ۴۱۵/۵) ایک مقام پر آپ نے یہاں تک فرمایا کہ "قیامت قائم ہو جائے اور کسی کے ہاتھ میں کوئی پودا ہو اور اسے اتنی مہلت میسر ہو کہ وہ اس پودے کو لگا دے تو اسے پودا لگا دینا چاہیے"۔

(مسند احمد ۱۹۱/۳)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ کو یہودی سے اس شرط پر خریدا تھا کہ وہ کھجور کے درخت لگائیں گے۔

(مسند احمد: ۳۵۴/۵)

عرب کی عادت تھی کہ وہ راستہ میں بول و براز کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اس کو نہایت ناپسند فرماتے اور اس سے منع فرماتے تھے۔ احادیث میں اس سلسلے کی بکثرت روایات موجود ہیں۔ ماحول کو پرفضا بنانے کا اس قدر اہتمام تھا کہ آپ کی مجلسوں میں خوشبو کی انگیٹھیاں جلائی جاتیں جس میں کبھی کبھی کافور ہوتا۔ (نسائی)

فنون لطیفہ

آج فنون لطیفہ اور آرٹ کے نام پر جس بے ڈھنگے انداز میں اور جس اعلیٰ پیمانے پر اشاعت فحش ہو رہی ہے وہ جگ ظاہر ہے۔ عریانیت کو عین تہذیب کا نام دیا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نئی نسل اخلاق باختہ ہوتی جا رہی ہے۔ ٹھیک یہی کیفیت بعثت نبوی سے قبل عرب کی بھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے جمالیاتی حس کو بیدار کر کے صالح اقدار سے جوڑا۔ اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ (مسلم) زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ (مسلم) فَإِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا (حاکم، دارمی عن براء) فن اور آرٹ کو صحت مند میلان، ذوق سلیم، نفسیاتی رجحانات اور اخلاق عالیہ کی تشکیل کے لیے بطور ذریعہ استعمال کیا۔ حضرت حسان بن ثابتؓ اس کام پر مامور تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ بسا اوقات آپ نے اشعار سے استدلال بھی کیا۔ فرمایا: اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ: اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ (بخاری، مسلم) اسی طرح کبھی ایسا بھی ہوا کہ آپ نے دف کی تھاپ پر بھی اشعار سننا پسند فرمایا۔ معوذ بن عفراء کی صاحبزادی ربیع کی جب شادی ہوئی تو آپ ان کے گھر تشریف لے گئے اور دلہن کے لیے جو فرش بچھایا گیا تھا اس پر بیٹھ گئے۔ گھر کی لڑکیاں آس پاس جمع ہو گئیں اور دف بجا بجا کر شہدائے بدر کا مرثیہ گانے لگیں۔ گاتے گاتے ایک نے یہ مصرعہ گایا: وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ "ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں"۔ فرمایا: اسے چھوڑ دو اور وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھیں۔ (مسلم)

رسول اللہ ﷺ کے لطائف بھی بڑے دلچسپ ہوتے تھے۔ ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھ کو کوئی سواری عنایت ہو۔ ارشاد ہوا کہ تم کو اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ (مجھے سواری کی ضرورت ہے) میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟ آپ نے فرمایا: "کوئی اونٹ ایسا بھی ہوتا ہے جو اونٹنی کا بچہ نہ ہو" (ابوداؤد)

حرفِ آخر

مختصر یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے اس بے مثال نمونہ زندگی اور اعلیٰ تعلیمات کا اثر یہ ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے انسانیت کی کایا پلٹ ہو گئی اور محض تیئس سالہ کوششوں کے نتیجے میں جزیرۂ عرب جاہلوں، گنواروں، توہم پرستوں، غارت گروں، دختر کشوں اور دوسروں کے حقوق مارنے والوں کا مجمع نہیں رہ گیا بلکہ وہ ایک مہذب، تعلیم یافتہ، پاکیزہ اخلاق، روشن خیال اور امن پسند لوگوں اور حقوق انسانی کے پاسبانوں کا معاشرہ بن گیا۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ سیرت نبوی ﷺ کے پیغام کو عام کیا جائے۔ اگر معاصر دنیا واقعی مادی ترقی کے ساتھ ساتھ اخلاقی و روحانی ترقی چاہتی ہے اور وہ پرامن اور خوش حال زندگی کی خواہاں ہے تو اسے اسوۂ رسول ﷺ کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانا ہوگا۔ کیوں کہ موجودہ مشکلات کا حل سیرت نبوی میں موجود ہے۔ سیرت نبوی ہی قیصریت و کسرویت کی طرح امریکیت کا زور توڑ سکتی ہے۔ تہذیبوں کے تصادم کے من گھڑت فلسفے کو نیست و نابود کر سکتی ہے، انسانیت کی کشت ویراں کو بہار حقیقی سے آشنا کر سکتی ہے۔ بلاشبہ سیرت نبوی کی معنویت آج بھی مسلم اور آئندہ زمانے میں بھی برقرار رہے گی۔

محمد شیث ادریس تیمی

دورِ حاضر میں مطالعۂ سیرت کی اہمیت

حقوق نسواں کا تحفظ

آج آزادئ نسواں اور حقوق خواتین کی حمایت میں مختلف حلقوں کی طرف سے دلفریب اور خوش کن نعرے لگائے جارہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہر سطح پر جس قدر ان کے حقوق کی پامالی ہورہی ہے اور ان کا مختلف طریقوں سے استحصال ہورہا ہے وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں، تقریباً یہی کیفیت بعثت رسول کے وقت بھی تھی۔ انہیں اپنی مرضی سے زندہ رہنے تک کا حق حاصل نہیں تھا۔ نبی رحمت ﷺ نے عورتوں کو حق زیست عطا کیا، سماج میں مقام دلایا۔ خاندان کی ملکہ قرار دیا اور ان کی تعلیم وتربیت کی فضیلت بیان کی۔ آپ نے فرمایا

''جس نے تین بچیوں کی پرورش کی، پھر انہیں اچھی تعلیم وتربیت دے کر ان کی شادی کردی اور ان سے اچھا سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے''۔(بخاری) آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے:

''جس کے پاس بہن یا بیٹی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے (جنس معلوم کرکے اسقاط حمل بھی اس میں شامل ہے) اس کو کم تر نہ سمجھے اور نہ ہی اس پر اولادِ نرینہ کو ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا'' (ابوداؤد)

عدل وانصاف

عرب میں عدل ومساوات کا صحیح معیار خاندان، قبیلہ اور رنگ ونسل تھا۔ عموماً انہی بنیادوں پر فیصلے ہوا کرتے تھے۔ آج بھی دنیا میں عدل وانصاف کا یہی معیار ہے۔ ملک ومذہب کی بنیاد پر فیصلے ہورہے ہیں جس کی ملکی وعالمی تناظر میں ہزاروں مثالیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان تمام امتیازات کو مٹاکر ایک ایسے نظام عدل کی بناڈالی جس کے سایے میں ہر شخص کو انصاف ملا اور کسی کا حسب ونسب امارت وغربت اور قومیت ووطنیت نفاذ عدل میں مانع نہیں ہوسکی۔ ایک مرتبہ قبیلہ مخزوم کی فاطمہ نامی عورت چوری کے جرم میں ماخوذ ہوئی۔ عدالت نبوی سے اس کے ہاتھ کاٹ دینے کا فیصلہ صادر ہوا۔ یہ بات کچھ لوگوں کو ناگوار گزری، انہوں نے حضرت اسامہ بن زید ؓ جن سے رسول اللہ ﷺ بہت زیادہ محبت کرتے تھے، سے سفارش کرائی کہ ایک ذی حیثیت عورت کی اتنی بڑی توہین نہ کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ حضرت اسامہ ؓ پر کافی غصہ ہوئے اور فرمایا کہ ''کیا تم اللہ کی مقرر کی ہوئی ایک حد کو نافذ کرنے سے روکنے کے لیے سفارش کرتے ہو''۔ پھر آپ نے مجمع سے یہ خطاب کیا۔ ''لوگو! تم سے پہلے کی امتوں کی گمراہی کا سبب یہ تھا کہ جب سماج کا معزز آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور جب کم زور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد نافذ کردی جاتی۔ اللہ کی قسم! اگر میری بیٹی فاطمہ ؓ بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں گا''۔ (بخاری)

رفاہی خدمات

حضرت محمد ﷺ کی سیرت پاک کا ایک نمایاں پہلو خدمت خلق بھی ہے۔ آنحضرت ﷺ صرف داعی انقلاب اور مربی ہی نہیں تھے بلکہ آپ کی حیثیت سماجی کارکن اور رفاہی ادارے کی بھی تھی۔ جس سے کیا مسلم کیا غیر مسلم، سب متمتع ہوتے تھے۔ آپ کا ابر کرم دشت وچمن پر یکساں برستا تھا۔ کسی کی پریشانی کو دیکھ کر آپؐ بے چین ہوجاتے اور آگے بڑھ کر اسے دور کرنے کی کوشش کرتے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ قبیلہ اراش کا ایک شخص اونٹ لے کر مکہ آیا۔ ابوجہل نے اس سے وہ اونٹ خرید لیا اور قیمت کی ادائیگی کے سلسلے میں ٹال مٹول کرنے لگا۔ بالآخر تنگ آکر اس اراشی نے ایک روز حرم کعبہ میں آکر رؤسائے قریش کو جا پکڑا اور مجمع عام میں فریاد شروع کردی۔ لیکن ان میں سے کسی میں بھی ابوجہل کے خلاف اراشی کی فریاد رسی کی جرأت نہ ہوئی۔ اس وقت مسیحا نفس رسول رحمت نے ہی اس اجنبی کی داد رسی کی اور ابوجہل سے کہہ کر اس کا حق دلوایا۔ (ابن ہشام)

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ مدینے میں ایک یہودی رہتا تھا، جس سے میں قرض لیا کرتا تھا۔ ایک سال اتفاق سے کھجوریں نہیں پھلیں اور یہودی کا قرضہ ادا نہ ہوسکا۔ اس پر پورا سال بیت گیا بہار آئی تو یہودی نے تقاضا شروع کردیا۔ اس بار بھی پھل بہت کم آئے۔ میں نے آئندہ فصل کی مہلت مانگی، تاہم اس نے انکار کردیا۔ میں نے جب رسول اللہ ﷺ سے تمام واقعات بیان کیے تو آپ چند صحابہ کے ساتھ اس یہودی کے گھر تشریف لے گئے اور اسے کئی بار سمجھایا کہ مہلت دے دو۔ مگر وہ کسی طرح راضی نہیں ہوا۔ بالآخر آنحضرت ﷺ حضرت جابرؓ کے باغ میں درختوں کے درمیان کھڑے ہوگئے اور ان سے کہا کہ کھجوریں توڑنی شروع کرو۔ آپ کی برکت سے اتنی کھجوریں نکلیں کہ یہودی کا قرض ادا کرکے بھی بچ رہیں۔
(بخاری)

نرم خو رحم دل

رسول اللہ ﷺ فطرتاً نہایت شفیق اور رحم دل واقع ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمت عالم بناکر بھیجا تھا۔ آپ کی ساری زندگی لوگوں کے ساتھ ہم دردی اور ان کی بہی خواہی میں بسر ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ ''اہل زمین پر رحم کرو عرش والا تم پر مہربان ہوگا'' (ابوداؤد) ''اللہ ایسے بندے پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا'' (احمد)

ایک صاحب نے آنحضرت ﷺ سے کسی پر بددعا کرنے کی درخواست کی تو نہایت غضبناک ہوکر آپ نے فرمایا ''میں دنیا میں لعنت کے لئے نہیں آیا ہوں''۔ (ابوداؤد)

ایک دفعہ چند یہودی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرارت سے ''السلام علیکم'' کے بجائے ''السام علیکم'' (تمہاری موت ہو) کہا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے غصہ میں آکر اس کو سخت جواب دیا لیکن آپ نے انہیں روکا اور فرمایا کہ ''عائشہ! بدزبان نہ بنو، اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں نرمی کو پسند کرتا ہے''۔ (مسلم)

معاشی اصلاحات اور گلوبلائزیشن

عصر حاضر میں ناجائز معاشی انتفاع اور استحصال کی ایک نئی شکل گلوبلائزیشن ہے۔ اس نظام نے دوسری اور تیسری دنیا کے انسانوں کو اپنے خونین پنجوں میں اس طرح دبوچ رکھا ہے کہ وہ اس سے الگ ہوکر آزاد معاش کے لیے سوچ بھی نہیں سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دن بدن غریب ہوتے جارہے ہیں۔ جو کہ سراسر ظلم ہے۔ اس کے برخلاف رسول

آپ کے مسائل کا حل

اپریل فول

سوال : فون کی گھنٹی بجی، میرے دوست نے فون پر ایک نہایت افسوسناک خبر سنائی، میں اور میرے گھر والے یہ سن کر کافی غم زدہ ہو گئے، چند منٹ بعد اُسی دوست کا فون آیا اس نے بتایا کہ وہ تو اپریل فول منا رہا تھا اور اس نے مزاحیہ ایسی بات کہہ دی تھی۔ کیا اپریل فول کے نام سے مذاق میں لوگوں کو تنگ کرنا اور جھوٹی خبریں دینا شرعاً جائز ہے؟

جواب : جھوٹ بولنا نہایت عظیم گناہ ہے، بلکہ اسلام کی نظر میں جھوٹ بولنا منافقت کی علامت ہے، اسلامی شریعت میں مجبوری کی بنا پر جن حالات میں جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے مذاق اور تفریح کی خاطر جھوٹ بولنا ان میں شامل نہیں ہے۔

اس کے برعکس نبی ﷺ نے متعدد احادیث میں مذاق، تفریح اور ہنسنے ہنسانے کی خاطر جھوٹ بولنے پر سخت سرزنش کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وَيْلٌ لِّلَّذِي يُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی) "بربادی ہے اس کے لیے جو لوگوں سے بات کرتا ہے اور انہیں ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے، بربادی ہے اس کے لیے، بربادی ہے اس کے لیے"۔ دوسری حدیث ہے: "لَا يُؤْمِنُ الْعَبْدُ الْإِيمَانَ كُلَّهُ حَتَّى يَتْرُكَ الْكَذِبَ فِي الْمِزَاحَةِ "بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مذاق میں بھی جھوٹ بولنا نہ چھوڑ دے"۔ (مسند احمد، طبرانی)

حتی کہ آپ ﷺ نے مذاق میں ڈرانے سے بھی منع فرمایا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا (ابوداؤد) "کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ کسی مسلمان کو ڈرائے"۔

بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس بات کو عظیم خیانت سے تعبیر کیا ہے کہ آپ کسی شخص سے جھوٹ بولیں اور وہ آپ کو سچ سمجھ رہا ہو۔ حدیث ہے كَبُرَتْ خِيَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيثاً هُوَ بِهِ مُصَدِّقٌ وَأَنْتَ لَهُ بِهِ كَاذِبٌ (مسند احمد، طبرانی، ابوداؤد) "بڑی خیانت کی بات ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات کہو، وہ تمہیں سچا سمجھ رہا ہو اور تم اُس سے جھوٹ بول رہے ہو"۔

مذکورہ آحادیث سے واضح ہوا کہ اپریل فول کے موقع پر اس طرح مذاقاً جھوٹ بولنا حرام ہے کیونکہ

۞ اپریل فول میں جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے اور جھوٹ بولنا حرام ہے۔

۞ اپریل فول کے ذریعے سے خواہ مخواہ کسی کو ڈرایا جاتا ہے، دھوکہ میں رکھا جاتا ہے اور اُسے پریشان کیا جاتا ہے

۞ یہ بہت بڑی خیانت کی بات ہے کہ آپ کسی سے جھوٹ بولیں اور وہ آپ کو سچا سمجھ رہا ہو۔

۞ اس میں ایک ایسی روایت کی تقلید اور اتباع ہے جس کا تعلق نہ اسلام سے ہے اور نہ اسلامی سرزمین سے۔ یہ تو کفار و مشرکین کا اتباع ہے اور وہ بھی ایسی چیز میں جو اخلاقاً نہایت گری ہوئی چیز ہے۔ (علامہ یوسف القرضاوی)

تجارتی مراکز کی طرف سے جاری انعامات کا حکم

سوال : کچھ ایسے بھی تاجر ہیں جو اپنے پروڈکشن کے پروپیگنڈہ اور اپنے سامانِ تجارت کی پبلیسیٹی کے لیے یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص ان کی دکان سے کوئی ایک نمائشی سامان خرید لے گا اس کو فلاں چیز مفت میں دی جائے گی تو اس طرح کے اعلان کا شرعی حکم کیا ہے؟

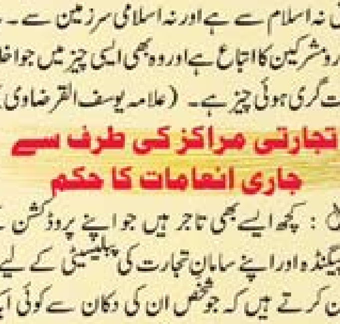

جواب : اگر وہ چیز بغیر کچھ خرچ کیے مفت میں مل جاتی ہے تو اس کو لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن اگر مفت میں نہیں ملتی ہے تو جائز نہیں۔ اس لیے کہ ایسی صورت میں معاملہ سود کا ہو جائے گا جو قرآنی آیت سے حرام ہے ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ سورہ المائدہ ۹۰ "اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے (یہ سب) ناپاک کام اعمالِ شیطان سے ہیں سو ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ"۔ (علامہ عبدالعزیز بن بازؒ)

پلکوں کے بال کم کرانا

سوال: پلکوں سے زائد بال کم کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: پلکوں کے بال صاف کرنا یا کم کرنا جائز نہیں ہے نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے پلک کے بال اکھاڑنے والی اکھڑوانے والی دونوں پر لعنت بھیجا ہے۔

آپ ﷺ نے پلک کے بال اکھاڑنے والی اکھڑوانے والی دونوں پر لعنت بھیجا ہے

نماز میں والدین کے لیے دعا کرنا

سوال : کچھ لوگ کہتے ہیں کہ فرض نماز میں والدین کے لیے یا کسی دوسرے کے لیے دعا کرنی جائز نہیں ہے؟

جواب : نماز میں دعا جائز ہے خواہ اپنے لیے یا والدین کے لیے یا کسی دوسرے کے لیے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں "بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ میں ہوتا ہے اس لیے تم لوگ کثرت سے دعا مانگو" (مسلم) نیز یہ بھی فرمایا "رکوع میں رب کی عظمت بیان کرو اور سجدے میں خوب دعا مانگو ممکن ہے کہ تمہاری دعائیں قبول کر لی جائیں" (مسلم)

بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جب ان کو تشہد سکھلایا تو فرمایا: "پھر تم اپنی سب سے پسندیدہ دعا کا انتخاب کر لو اور دعا کرو" اور دوسری روایت میں ہے کہ "پھر جو چاہو اللہ سے سوال کرو" حدیث کے الفاظ ہیں "ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الْمَسْأَلَةِ مَا شَاءَ"۔

اس لیے اگر کوئی شخص سلام پھیرنے سے پہلے، سجدے میں یا تشہد میں اپنے لیے، والدین کے لیے یا تمام مسلمانوں کے لیے دعا کرتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، مذکورہ بالا حدیثوں اور ان کے علاوہ دوسری حدیثوں کے عموم کی بنا پر ایسا کرنا جائز ہے۔ (علامہ عبدالعزیز بن بازؒ)

اگر کوئی شخص سلام پھیرنے سے پہلے، سجدے میں یا تشہد میں اپنے لیے، والدین کے لیے یا تمام مسلمانوں کے لیے دعا کرتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے (ابن بازؒ)

کوثر بانو

ٹی وی ہمارے لیے فائدہ مند یا نقصاندہ

اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزوں میں خواہ وہ جاندار ہوں یا بے جان ہوں سب میں فائدہ ہی فائدہ ہے لیکن حضرت انسان جس کو اللہ تعالیٰ نے تھوڑا سا ذہن یا دماغ عطا فرمایا جب وہ کسی چیز کو بناتا ہے یا ایجاد کرتا ہے تو اس میں نفع اور نقصان دونوں ہوتے ہیں۔ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں اسکرین والے آلات کا بھی یہی حال ہے۔ ایسے آلات کے فوائد تو دینی اعتبار سے بہت کم ہیں جبکہ یہ بیشتر نقصانات کے حامل اور اخلاقی اقدار کی تباہی و بربادی کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ ٹی وی، وی سی آر، ڈش، کیبل، انٹرنیٹ وہ آلات ہیں جن کے ذریعہ فحش و عریاں فلمیں دکھائی جاتی ہیں۔ مولانا تقی عثمانی نے کہا ہے کہ آج کے اس ترقی یافتہ پرفتن دور میں جس گھر میں کبھی کبھی تلاوت قرآن کی آواز آیا کرتی تھی ان گھروں میں فلمی نغموں اور گانوں کی گونج سنائی دیتی ہے۔ جس گھر میں کبھی قال اللہ وقال الرسول کی باتیں ہوا کرتی تھیں اب وہاں پر ماں باپ اور بیٹوں کے درمیان فلموں پر بحث ومباحثے اور تبصرے ہوتے ہیں۔

زمانہ اس قدر ترقی کی منازل طے کر رہا ہے کہ آج کا زمانہ اور چند سال پہلے کے زمانے کے درمیان موازنہ کر کے دیکھئے زندگی کے ہر شعبہ میں کایا پلٹی ہوئی ہی نظر آئے گی۔ کاش یہ برق رفتاری کسی صحیح سمت میں ہوتی، لیکن افسوس صد افسوس کہ یہ ساری برق رفتاری الٹی سمت میں ہو رہی ہے ؎

تیز رفتاری ہے لیکن جانب منزل نہیں

ان آلات سے جنم لینے والی بُرائیاں اختصاراً یہ ہیں: عقیدہ وعمل کے اعتبار سے ان آلات کے ذریعہ کفریہ ثقافت پر مبنی فلمیں دیکھ کر اہل کفر کے طور طریقے اور ان کے باطل ادیان کی مخصوص علامات اختیار کی جاتی ہیں مثلاً صلیب، رادھا وغیرہ کی مورتیاں، مقدس عبادتگاہیں، شعبدہ بازی، جادوگری وغیرہ کو اسکرین پر دکھائے جاتے ہیں جو عقیدۂ توحید کے منافی ہیں۔

اجتماعی ومعاشرتی نقصان کے اعتبار سے فلموں میں کافروں کی شخصیات کو جب ہیرو (Hero) بنا کر پیش کیا جاتا ہے تو دیکھنے والے اس کو اپنا آئیڈیل بنا لیتے ہیں۔ اکثر فلموں کو تشدد، قتل، چوری، اغوا وغیرہ کے مناظر دکھائے جاتے ہیں اور غیر محسوس انداز میں اس کی ترغیب دلائی جاتی ہے۔ اسی طرح معصوم اور کم سن بچوں کو جھوٹ، چوری، دھوکہ دہی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اسی طرح مردوں کو عورتوں کی مشابہت اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت کی دعوت دی جاتی ہے حالانکہ فرمانِ رسول اس بات کی صراحت کرتا ہے کہ "ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے والے مرد وعورت پر لعنت ہے"۔

آج کے اس پرفتن دور میں خاص کر مسلمان کسی ہیرو یا ہیروئن کو اپنا آئیڈیل بنا کر بڑا فخر محسوس کرتے ہیں اس لیے کہ ان مسلمانوں کے اندر سے غیرت بوریا بستر لپیٹ کر چلی گئی ؎

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ اور آپکے پیارے پیارے ساتھی اور علمائے امت کو قابل نمونہ اور آئیڈیل تصور کرتے۔ ہے کوئی غیرت مند ان بُرائیوں کو روکنے والا؟ ہے کوئی ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی پیاری پیاری نصیحتوں کو زندہ کرنے والا؟

تباہی کے اعتبار سے ٹی وی پر عورتوں کو غیر محرموں کے سامنے بے پردہ اور نیم عریاں دکھایا جاتا ہے، اور تاثر یہ دیا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ عورت کی آزادی کے لیے کیا جاتا ہے، عورتوں کو غیر ساتر لباس زیب تن کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے تاکہ وہ بھی دعوت نظارہ دے سکیں۔ گندی اور عریاں فلموں کے ذریعہ زنا اور بے حیائی کو فروغ دیا جاتا ہے۔

اسی طرح ان آلات سے عبادات کا زیاں ہوتا ہے، مسلسل شب بیداری کی وجہ سے صبح فجر کی نماز ضائع کرنے کا معمول بن جاتا ہے۔ وقت پر مساجد میں باجماعت نماز کی ادائیگی ہی متاثر نہیں ہوتی بلکہ نمازوں سے لاپرواہی برتی جاتی ہے۔ خصوصاً وہ مرد اور عورتیں جو دن رات اسکرین کے سامنے قسط وار ڈرامے اور فلمیں دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں۔

ان اسکرین والے آلات کے ذریعہ بہت سے مقدس اور پاکیزہ رشتوں کی بے حرمتی اور تذلیل کی جاتی ہے۔ آج کے اس پرفتن اور نازک دور میں جبکہ ہر چاروں جانب سے مسلمانوں کے اندر اسلامی شعائر کو مسخ کرنے کی زبردست سازش رچی جارہی ہے آج مسلم معاشرے میں ان آلات کی وجہ سے ایسی بُرائیاں اور بے حیائیاں جنم لے چکی ہیں جن کا تصور غیرت مند مومن کر بھی نہیں سکتا۔ علامہ اقبال نے بھی کیا خوب کہا ہے کہ۔

ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت
احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

محمد خالد اعظمی (کویت)

چیف جسٹس کی سپریم کورٹ میں آمد پر شاندار استقبال

اسلام آباد۔ پاکستان کے چیف افتخار چودھری ایک سال ۴ ماہ اور ۲۱ دن بعد جب دوبارہ ۲۴ مارچ کو اپنی کار چلاتے ہوئے جب وہ عدالت عظمی پہونچے تو وکلاء اور عدالتی عملہ نے ۶۰ سالہ چیف جسٹس کا قومی ہیرو کی طرح استقبال کیا، ہجوم نے خیر مقدمی نعرے لگائے، اور ان کی کار پر پھولوں کی بارش کی، اور اسلام آباد پولیس کی جانب سے گارڈ آف آنر دیا گیا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ چودھری کو سابق صدر جنرل پرویز مشرف نے ۳ نومبر ۲۰۰۷ء کو معزول کر دیا تھا۔

محمود عباس کی فتح اور حماس کا تنازعہ ایک نظر میں

فلسطین۔ ۱۔ جنوری ۲۰۰۶ میں عباس اور حماس کے درمیان اس وقت سیاسی حریفائی شروع ہوئی جب حماس نے فتح کو شکست دے کر پارلیمانی انتخابات جیت لیا جبکہ برسہا برس سے فلسطین کی سیاست پر فتح کا قبضہ رہا ہے۔

۲۔ عرب ممالک نے دونوں تنظیموں کے درمیان اتحاد قائم کرنے کی بارہا کوششیں کیں لیکن وہ ناکام رہے۔ ۳۔ ۲۰۰۷ء میں حماس نے غزہ پر قبضہ کرلیا۔ ۴۔ عباس نے جوابی کاروائی کرتے ہوئے وزیر اعظم اسماعیل ہنیہ کو ہٹا کر سلام فیاض کو وزیر اعظم بنادیا۔ ۵۔ اس دوران اسرائیل اور مصر نے غزہ کی اپنی سرحدیں بند کردیں۔ ۶۔ ۲۰۰۸ء عباس نے اسرائیل کے ساتھ امن کی گفتگو شروع کی لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ ۷۔ اب حکومت میں ساجھے داری کے لیے حماس کے پاس سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ فتح اسرائیل کے ساتھ گفتگو کرنے میں ناکام رہا ہے۔

اوباما کو روزانہ 40 ہزار خطوط

واشنگٹن۔ امریکی صدر اوباما کو ہر دن ۴۰ ہزار خطوط ملتے ہیں جن میں سے وہ صرف ۱۰ کا ہی جواب دے پاتے ہیں۔ صدر امریکا کا کہنا ہے کہ مجھے روزانہ ۴۰ ہزار خطوط ملتے ہیں اور سبھی خطوط کو تو نہیں پڑھتا لیکن میرا اسٹاف ہر روز ۱۰ خطوں کو منتخب کرتا ہے جو میں پڑھتا ہوں اور ان میں سے زیادہ تر کا جواب دینے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہوں۔ اوباما کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ عوام کے رابطہ میں رہنے کا بہترین طریقہ ہے۔ صدر نے مزید کہا کہ ان ۱۰ خطوط میں سے ۳ صحت سے متعلق ہوتے ہیں اور اس موضوع کی سنجیدگی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

ملیشیا میں چینی نژاد خاتون کو ترک اسلام کی اجازت

جارج ٹاون۔ شمالی ریاست پینانگ میں ایک ملیشیائی مذہبی عدالت نے ایک خاتون کو باقاعدہ طور پر اسلام ترک کرنے کی اجازت دی ہے۔ چینی نژاد خاتون سیتی فاطمہ جو پہلے تان یان ہوانگ کے نام سے جانی جاتی تھی، اپنے مسلم معشوق سے شادی کرنے کے مقصد سے ۱۹۹۸ء میں اسلام قبول کیا تھا۔ مسلم اکثریت والے ملک ملیشیا میں غیر مسلموں کے لیے ایک مسلمان سے قانونی طور پر شادی کرنے سے قبل اسلام قبول کرنا لازمی ہے۔ پینانگ ریاست کے شرعی اپیل کورٹ کے جج ابراہیم لبت نے اپنے فیصلہ میں کہا "اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ خاتون نے اسلام محض ایک ایرانی شخص سے شادی کرنے کے لیے قبول کیا ہے" مزید کہا "اس نے کبھی بھی اسلام کے کسی پہلو سے متعلق تعلیم پر عمل نہیں کیا اور

تبدیلی مذہب کے پہلے دن سے ہی ایک غیر مسلم کے طرز زندگی کی طرح زندگی گزارتی رہی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تبدیلی مذہب بجائے خود مشکوک ہے۔"

سعودی عرب میں خاتون جاسوسوں کی کارکردگی مردوں سے بہتر

دبئی۔ سعودی عرب میں جنرل انٹیلیجنس کے سربراہ کا کہنا ہے کہ سعودی خواتین انٹیلیجنس کے کاموں میں نہایت اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہمارے پاس خواتین کا ایک ایسا گروپ موجود ہے جس پر ہر سعودی خاتون اور مرد بجا طور پر فخر کرسکتا ہے۔ ان خواتین کی رپورٹس، تجزیے اور تجاویز مردوں کے مقابلے میں کہیں بہتر ہیں۔

سعودی عرب میں روزانہ 78 طلاقیں

ریاض۔ سعودی عرب میں اوسطاً روزانہ ۷۸ طلاقیں ہوتی ہیں۔ وزارت انصاف کی ۲۰۰۷ کی سالانہ رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ملک میں روزانہ ۳۵۷ شادیاں ہوتی ہیں۔ پورے سال میں ہونے والی ۲۸۵۶۱ طلاقوں میں سے ۲۵۶۹۷ میں شوہر و بیوی دونوں سعودی تھے باقی صرف ایک فریق سعودی تھا۔ رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ۲۰۰۷ میں کل ۱۳۰۴۵۱ شادیاں ہوئیں۔ سب سے زیادہ شادیاں مکہ میں ۳۴۷۰۲ ہوئیں جب کہ ۸۳۱۸ طلاقیں بھی ہوئیں۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ عدالتوں نے ۱۸۹۲ جوڑوں میں مصالحت کرا کر ان کی شادیاں بحال کیں۔

کیلیفورنیا کی مساجد میں جاسوس

نیویارک۔ امریکہ کی دس مسلم تنظیموں کے مطابق امریکی سراغ رساں ایجنسی ایف بی آئی نے کیلیفورنیا کی مساجد میں خفیہ طور پر اپنے ایجنٹوں اور جاسوسوں کو داخل کیا ہے اور مسلم برادری کے ارکان پر دباؤ ڈالا ہے کہ وہ مخبر بن جائیں۔ ایف بی آئی اپنے خفیہ ایجنٹوں کو مساجد میں مصلی کی شکل میں بھیج رہی ہے۔ امریکن مسلم ٹاسک فورس برائے شہری حقوق وانتخابات نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ ایف بی آئی نے کیلیفورنیا کی مساجد میں "اشتعال انگیز ایجنٹوں" کو بھیجا ہے اور ایک ایجنٹ نے تو ایک مسجد کمیٹی کے رکن کو یہاں تک دھمکی دی ہے کہ اگر وہ مخبر نہ بنیں تو ان کی زندگی کو جیتے جی جہنم بنا دیا جائے گا۔

برطانوی حکومت کا مسلم خواتین کو سیاست میں شامل کرنے کا فیصلہ

لندن۔ برطانوی حکومت نے مسلمان خواتین کو سرکاری عہدوں پر کام کرنے کی تربیت کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کا مقصد مسلمانوں کو برطانیہ کی قومی سیاست کے دھارے میں شامل کرنا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق برطانیہ میں مقیم مسلمان خواتین کی تعداد آٹھ لاکھ سے زیادہ ہے۔ لیکن سرکاری ملازمتوں اور سماجی عہدوں پر ان کی نمائندگی کا تناسب بے حد کم ہے۔ مسلم خواتین کو مختلف شعبوں میں کام کی تربیت کے ساتھ ساتھ ان میں خود اعتمادی پیدا کرنے والی سرگرمیوں کو بھی فروغ دیا جائے گا۔

کیا آپ اس میں شریک تو نہیں

کیا کبھی غور کیا کہ اسرائیل کو فنڈ فراہم کرنے میں آپ کتنی مدد کرتے ہیں؟

۱۔ ہر ملٹی نیشنل کمپنی ۳۰ فیصد سے ۶۰ فیصد منافع اسرائیل کے لیے وقف کرتی ہے۔ ۲۔ صرف مسلمان ہی روزانہ ۹۶ لاکھ ڈالر کا سگریٹ نوشی کی مد میں اسرائیل کے خزانے میں ڈال رہے ہیں۔ ۳۔ صرف عرب ممالک امریکا سے جو اشیاء برآمد کرتے ہیں ان کی مالیت ۲۰ ملین ڈالر سالانہ ہے۔ ۴۔ تین ماہ میں لیور برادرز کا منافع ۲۷ کروڑ ہے اور یہ منافع مسلم دشمن قوتوں کو جاتا ہے۔

خلیفہ کی خدا ترسی

ہارون رشید (۷۸۵ء۔۸۱۰ء) عباسی خلیفہ تھا، اس کی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات آج تک زبان زد عام وخاص ہیں...... اس کے زمانے کو تاریخ اسلامی میں "تابناک دور" اور "عروسہ ایام" بھی کہا جاتا ہے...... ایک بار اس نے اپنے ایک گورنر کو لکھ بھیجا کہ "اپنے ریاستی امور کو اس طرح انجام دو کہ لوگ ہمیں دعائیں دیں نہ کہ بددعا...... آگاہ رہو کہ قید حیات کی مدت عنقریب انتہا دیکھے گی...... اور چند روزہ زندگی جوں توں ختم ہو جائے گی...... اس کے بعد باقی یا تو نیک نامی رہے گی یا پھر ہمیشہ کی رسوائی...... یہی ہارون رشید ایک بار سفر حج پر روانہ ہوتا ہے تو لوگ اُسے اس حال میں دیکھتے ہیں کہ وہ غلاف کعبہ تھامے ہوئے ہے اور رو رو کر کہہ رہا ہے "اے مانگنے والوں کی مرادیں بر لانے والے، اے مجبوروں کا حال دل جاننے والے، محمد پر اور آل محمد پر درود بھیجیو، ہماری سیہ کاریوں سے درگذر کیجیو۔ اے کہ تو...... گناہوں کی کثرت تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی اور نہ کثرت بخشش سے تیرے خزانہ میں کوئی کمی آسکتی ہے...... ہمارے عیوب تو تجھ سے چھپ ہی نہیں سکتے کہ ہر راز کا رازداں تو ہے...... محمد پر اور آل محمد پر درود بھیجیو اور میرے سارے کاموں میں اُسی کو زاد راہ بنائیو...... اے کہ تو...... تیرے آگے مختلف زبانوں کی ساری آوازیں دب چکی ہیں...... یہی...... آوازیں ہی تو ہیں جن سے لوگ اپنی اپنی ضرورتیں تجھ سے طلب کرتے ہیں...... پروردگار!! جب تو مجھے اپنے پاس بلالے اور میرے لوگ مجھے قبر کی آغوش میں تنہا چھوڑ چلیں...... میری تو بس ایک ہی خواہش ہے کہ اس وقت تو مجھے ساری خطاؤں سے دھوکر اپنے پاس بلالے۔

بارالہا! میں تیری ایسی حمد بیان کرتا ہوں جو ہر حمد کو پیچھے چھوڑ چلے بالکل اسی طرح جس طرح ساری مخلوق کے بالمقابل تو عظیم وبرتر ہے۔

پروردگار! محمد اور آل محمد پر درود بھیجیو...... درود وہ جس سے وہ راضی ہوں...... اور جو ان کے لیے ذخیرہ بنے ہماری جانب سے ان کو پورا پورا انعام دیجیو...... اے اللہ...... ہمیں نیک بختوں کی زندگی دے، شہیدوں کی موت دے...... تیرا رزق پانے والے نیک بختوں میں ہمارا شمار کر...... تیرے در سے دھتکارے گئے بدبختوں میں ہمیں شامل مت کر۔

"اللہ کی قسم! تاج وکنگن والے چار چار کسراؤں کی میں نے باج گذاری کی ہے مگر اس چھڑی والے کی طرح کوئی بھی اپنا رعب مجھ پر ڈال نہیں سکا"

عمر کی چھڑی

ہرمزان خوزستان (ایران کا ایک علاقہ) کا حاکم تھا، ایک جنگ میں قیدی بنالیا گیا اور اسے خلیفہ عمرؓ کے پاس لایا گیا...... عمرؓ اپنی جگہ پر نہیں تھے، ہرمزان کی نگرانی پر مامور شخص حضرت عمرؓ کے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے اُنہیں تلاش کرتا چلا تو...... آپ ایک مسجد میں اپنی چھڑی سے ٹیک لیے آرام فرما تھے...... ہرمزان نے جب آپ کو اس حال میں دیکھا تو کہنے لگا...... قسم بخدا...... بڑی پُرسکون سلطنت ہے آپ کی، آپ کے عدل وانصاف نے یہاں عدل قائم کر رکھا ہے۔ تبھی تو آپ آرام فرما رہے ہیں...... اللہ کی قسم! تاج وکنگن والے چار چار کسراؤں کی میں نے باج گذاری کی ہے مگر اس چھڑی والے کی طرح کوئی بھی اپنا رعب مجھ پر ڈال نہیں سکا...... امام شعبیؒ فرماتے ہیں "عمر کی چھڑی حجاج کی تلوار سے بھی زیادہ ہیبت ناک تھی"

جنتی کسان

امام بخاریؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک بار پیارے نبی ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے...... حاضرین میں ایک دیہاتی بھی تھا...... آپ بتا رہے تھے کہ جنتیوں میں سے ایک شخص اپنے رب سے کھیتی باڑی کرنے کی اجازت مانگے گا...... اللہ تعالی اس سے پوچھیں گے: کیا تمہیں یہاں من چاہی زندگی حاصل نہیں ہے؟ وہ جواب دے گا...... (پروردگار) بے شک یہاں میری پسند کی ساری چیزیں ہیں...... پر...... میری طبیعت چاہتی ہے کہ کچھ زراعت بھی کرلوں...... اُسے اجازت مل جاتی ہے تو وہ جنت کی زمین پر کاشت کرنے لگتا ہے...... پر کیا دیکھتا ہے کہ ادھر اس نے بیج بویا اُدھر فصل تیار ہوئی اور اس کی کٹائی بھی ہوگئی...... پہاڑ کے برابر فصل پیش کرکے اللہ تعالی فرمائیں گے...... اے آدم زادے...... لے...... تیری تو کسی بھی چیز سے پیٹ نہیں بھرے گا...... آپ کی باتیں سن کر وہ دیہاتی فوراً بول اٹھا...... اللہ کی قسم وہ شخص یا تو قریشی ہوگا یا پھر کوئی انصاری ہوگا...... کیونکہ وہی کھیتی باڑی کے لوگ ہیں...... ہمیں کھیتی کہاں آتی ہے......

یہ سن کر پیارے نبی ﷺ ہنس پڑے۔

وہ حمیت کدھر گئی

معتصم باللہ محمد (۸۳۳ء۔۸۴۲ء) ہارون رشید کا بیٹا تھا...... اپنے بھائی مامون کی وفات کے بعد خلیفہ بنا...... ۸۳۸ء کا واقعہ ہے کہ رومی سلطنت سے متصل اسلامی سرحدی علاقہ میں ایک عرب نژاد عورت رومیوں کے ستم کا نشانہ بنتی ہے...... صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے لگا تو "وامعتصماہ" کہہ کر خلیفہ کو مدد کے لیے پکارتی ہے...... جب یہ خبر معتصم کو ملتی ہے تو فی الفور روم کے بادشاہ کے نام ایک خط بھیجتا ہے جس پر لکھتا ہے......

وا معتصماہ

امیر المومنین معتصم باللہ کی جانب سے روم کے کتے کو "اگر تو نے اس عورت پر سے دست ستم واپس نہیں لیا تو ایسا لشکر روانہ کروں گا جس کا پہلا سرا تیرے پاس ہوگا تو آخری سرا میرے پاس رہے گا...... اس کے بعد اس نے کوئی تاخیر نہیں کی اور "بہن میں حاضر ہوں" کہہ کر ایک لشکر جرار کے ساتھ روانہ ہوتا ہے اور فتح حاصل کرتا ہے...... جو تاریخ میں فتح عموریہ کے نام سے مشہور ہے۔

انڈین مسلم ایسوسی ایشن کا سالانہ پکنک

''حی علی الفلاح'' کے بینر تلے مورخہ ۲۰ مارچ بروز جمعہ انڈین مسلم ایسوسی ایشن (IMA) کویت کے زیر اہتمام جنوب وفرہ میں سالانہ پکنک منعقد کیا گیا جس میں برصغیر کے سیکڑوں مرد وخواتین کے علاوہ ipc کے 74 نومسلم بھائیوں اور بہنوں نے بھی شرکت کی۔ اس پکنک کا مقصد سیر وتفریح کے ساتھ ساتھ آپسی بھائی چارہ، معاشرتی روابط کو فروغ دینا اور نومسلم بھائیوں اور بہنوں کو مسلم معاشرے میں ضم کرنا تھا۔ IMA کے صدر جناب اسلم صاحب نے اپنے افتتاحی خطاب میں پورے مجمع کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دن بھر کے پروگراموں کی تفصیل بتائی۔ آندھرا پردیش کے مشہور مقرر جناب خواجہ عارف الدین صاحب بحیثیت مہمان خصوصی شریک ہوئے اور ''صراط مستقیم'' کے موضوع پر پرمغز خطاب فرمایا۔ جمعہ کے خطیب مولانا سراج الدین صاحب نے اپنے خطبے میں لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے لیے نیک اعمال کا توشہ تیار کرے جو اسے دنیا وآخرت میں سرخروئی سے ہمکنار کرے، انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ ہر آدمی اپنی دینی ذمہ داری کو پہچانے اور اسلام کی دعوت کو عامۃ الناس تک پہنچائے۔ یوتھ ونگ نے جدید ٹیکنولوجی کے سہارے اسلامی ڈرامے، منظومات اور مختلف ثقافتی پروگرامس پیش کیا۔ یوتھ ونگ کے صدر مولانا مجاہد خان عمری صاحب نے اختتامیہ کلمات میں نوجوانوں کو مخاطب کرکے کہا کہ انہیں اپنی زندگیوں کو اسلامی نہج پر چلانے اور اپنے آپ کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے۔ نظامت کا فریضہ جناب مشتاق صاحب ومسعود صاحب نے بحسن وخوبی انجام دیا۔ پروگرام کے اخیر میں مختلف پروگراموں میں اچھی کارکردگی انجام دینے والوں کو انعامات سے نوازا گیا

اس پکنک میں مختلف تربیتی پروگرامس اور محفل مشاعرہ کے ساتھ ساتھ مختلف کھیل کود جیسے کبڈی، کرکٹ، والی بال اور دوڑ کے مقابلے بھی منعقد کئے گئے جسمیں بچے اور بڑوں سب نے حصہ لیا۔

جس طرح مرد حضرات کے پروگرامس دن بھر چلتے رہے اسی طرح خواتین کے اپنے پروگرامس بھی چلتے رہے۔ ڈاکٹر آسیہ صاحبہ نے اپنے خطاب میں کافی معلومات فراہم کیں۔ ''اولاد کی تربیت میں مومن ماں کا کردار'' اس عنوان کے تحت تقریری مقابلہ ہوا جسمیں کافی خواتین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، کھیلوں کے مقابلہ، مہندی ڈیزائن اور کوئیز کے مقابلے منعقد کئے گئے۔ اس پروگرام کو چلانے کی ذمہ داری پریسیڈنٹ محترمہ ریشما، شاہدہ صاحبہ، تبسم فاطمہ صاحبہ، مریم پیرزادہ صاحبہ اور طاہرہ سید کریم صاحبہ نے بخوبی نبھائی۔

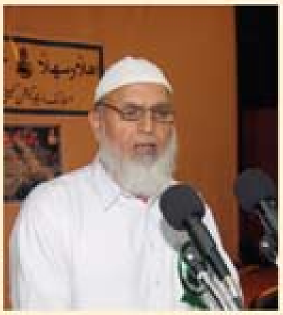

اسلامک ایجوکیشن کمیٹی کے زیر اہتمام جلسہ سیرت النبی ﷺ

اسلامک ایجوکیشن کمیٹی کویت کے زیر اہتمام مورخہ ۲۰ مارچ بروز جمعہ جلسہ سیرت النبی منعقد ہوا جسکی صدارت صدر کمیٹی انجنئر اطہر علی خان نے فرمائی، اخلاق احمد نے نظامت کا فریضہ انجام دیا، تقریب کے مہمان خصوصی ipc جلیب شاخ کے ڈائرکٹر شیخ سعود الحسینی ابو نائف نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہم سب مختلف زبانوں اور مختلف ملکوں سے تعلق رکھنے کے باوجود ایمان اور حب رسول کے جذبہ کے تحت یہاں اکٹھا ہوئے ہیں، انہوں نے کہا کہ '' آپ ﷺ سے حقیقی محبت کا تقاضا ہے کہ ہم آپ کی پیروی واطاعت کریں، آپ کے پیغام کو دوسروں تک پہنچائیں'' اسکے بعد ایک نومسلم نے اپنی مختصر گفتگو میں حاضرین جلسہ کے ایمان کو تازہ کیا۔ ''حب رسول کے تقاضے'' کے تحت دو نوجوان صالح رستم اور عرفان شوکت نے سامعین کو حضور کی تعلیمات کو قدم قدم پر سرمۂ حیات بنائے رکھنے کے لیے للکارا۔ اس کے بعد دو بچوں سعد انعام اور احمد انعام نے ترانہ ''جو چلتا ہے محمد مصطفی کے ساتھ چلتا ہے...... ابد تک گونجنے والی صدا کے ساتھ چلتا ہے'' پیش کیا۔ مولانا محمد کمال صاحب نے اپنے خصوصی خطاب میں ''امت مسلمہ کا موجودہ بحران سیرت رسول کی روشنی میں اور اس کا حل'' میں کہا کہ آج امت مسلمہ ہر شعبۂ زندگی میں جس زبوحالی کی شکار ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ سیرت رسول ﷺ سے دور ہوگئی ہے، آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اسوہ رسول کو اپنائیں، اپنے اندر اتفاق واتحاد پیدا کریں، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضے پر عمل کریں، اسی میں ہماری نجات اور فوز وفلاح مضمر ہے۔ صدر مجلس اسلامک ایجوکیشن کمیٹی انجنئر اطہر علی خان نے اپنے صدارتی کلمات میں کہا کہ ''ہماری پوری زندگی اور ہر لمحہ کا تعلق آپ ﷺ کی سیرت سے ہونا چاہئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے، ہمیں ماضی میں مکہ اور مدینہ کی گلیوں میں چلتے پھرتے صحابہ کرام کے طرز عمل کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے جنہوں نے حب رسول کا حق ادا کردیا آج ہمیں بھی بالکل مدینہ کے ماحول اور معاشرے سے گزرنا ہوگا اور حب رسول کا نمونہ پیش کرکے صحابہ کرام کے جیسے اپنے اندر والہانہ اوصاف پیدا کرنے ہوں گے''۔

اس تقریب میں اردو بولنے والے حضرات کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی، سفارت خانہ پاکستان سے جناب رب نواز نے شرکت کی، خالد جمشید اور یوسف چوہدری کی سرپرستی میں تربیتی اور تاریخی موضوعات پر مشتمل کتابوں کا ایک اسٹال بھی لگایا گیا تھا۔ اس مناسبت سے تحریری مقابلہ ''سیرت النبی'' میں اول دوم اور سوم درجہ حاصل کرنے والے حسب ترتیب سعید خدا بخش، رحمت علی، اور منیر احمد کو انعامات سے نوازا گیا آخر میں صدر مجلس کی دعا کے ساتھ اس ایمان افروز تقریب کا اختتام ہوا اور حاضرین جلسہ کی تواضع عشائیہ سے کی گئی

جھوٹ کی سزا

امام احمد بن حنبلؒ کے ایک استاذ کا بیان ہے کہ میں ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا وہیں مری ہوئی ٹڈی کا ایک ٹکڑا پڑا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک چیونٹی آئی اور اُسے اٹھانے لگی ٹکڑا بڑا تھا، اکیلی چیونٹی اُسے اٹھا نہ سکی، وہ اُسے چھوڑ کر چلی گئی۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں بہت سی چیونٹیوں کو ساتھ لے آئی۔ میں نے ان چیونٹیوں کو آتا ہوا دیکھا تو ٹڈی کا وہ ٹکڑا اٹھا لیا۔ جب وہ ساری چیونٹیاں اس جگہ پہنچیں اور انہیں کوئی چیز نہ ملی تو وہ سب واپس ہو گئیں۔ لیکن وہ چیونٹی جو دوسری چیونٹیوں کو بلا کر لائی تھی وہیں رک گئی اور وہ ٹکڑا تلاش کرتی رہی۔ جب دوسری چیونٹیاں واپس چلی گئیں تو میں نے وہ ٹکڑا اسی جگہ رکھ دیا جہاں سے اٹھایا تھا۔ وہ اکیلی چیونٹی پھر اُسے اٹھانے کی کوشش کرتی رہی مگر اٹھا نہ سکی۔ آخر دوبارہ ان سب چیونٹیوں کو بلانے گئی۔ جب وہ چیونٹیاں قریب آئیں تو میں نے پھر وہ ٹکڑا اٹھا لیا۔ ان سب نے آکر پھر اُسے تلاش کیا مگر جب اس دفعہ بھی کوئی چیز ان چیونٹیوں کو اس جگہ نہ ملی تو پھر وہ سب واپس ہو گئیں مگر پہلی چیونٹی پھر رک گئی میں نے وہ ٹکڑا پھر وہیں رکھ دیا۔ وہ اکیلی چیونٹی پھر اُسے اٹھانے کی کوشش کرتی رہی مگر نہ اٹھا سکی آخر تیسری مرتبہ وہ بلانے گئی۔ میں نے تیسری دفعہ بھی اس ٹکڑے کو اٹھا لیا۔ جب ان چیونٹیوں کو تیسری دفعہ بھی اس جگہ کوئی چیز نہ ملی تو ان سب نے ایک حلقہ بنایا اور اس اکیلی چیونٹی کو حلقے کے درمیان لاکر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

امام احمد بن حنبلؒ کے وہ استاذ فرماتے ہیں: میں نے اپنے شیخ سے یہ واقعہ بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ دوسری چیونٹیوں نے اس چیونٹی کو اس لیے مار ڈالا کہ وہ چیونٹی بار بار ان کے نزدیک جھوٹی ثابت ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ بات ڈال دی ہے کہ جھوٹ بولنا بہت بُری بات ہے اور جھوٹ بولنے والے کو اس جرم کی سزا ملنی چاہیے۔

پیارے بچو! دیکھا آپ نے کہ جانوروں کی دنیا میں جھوٹ بولنا کس قدر معیوب ہے کہ اس کے باعث چیونٹی کو جان سے ہاتھ دھونا پڑا، حالانکہ وہ حقیقت میں جھوٹی نہیں تھی لیکن چیونٹیوں کی نظر میں جھوٹی ثابت ہوئی۔ اب آپ تصور کر سکتے ہیں کہ ایک انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس کو جھوٹ سے کس قدر دور رہنا چاہیے۔ اچھے بچے کبھی جھوٹ نہیں بولتے، لہذا آپ بھی اپنے امی ابو اور دوستوں سے ہمیشہ سچ بولا کریں۔

ادارہ

سیرت سوال وجواب

سوال: ہمارے پیارے نبی کا نام کیا ہے؟

جواب: ہمارے پیارے نبی کا نام محمد (ﷺ) ہے۔

سوال: پیارے نبی کے ماں، باپ اور دادا کا نام بتائیں؟

جواب: آپ کی ماں کا نام آمنہ، باپ کا نام عبداللہ اور دادا کا نام عبدالمطلب تھا۔

سوال: پیارے نبی ﷺ کی پیدائش کب ہوئی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی پیدائش ۲۰ یا ۲۲ اپریل ۵۷۱ء بمطابق ۹ ربیع الاول پیر کی صبح مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

سوال: پیارے نبی ﷺ کی پرورش کیسے ہوئی؟

جواب: جب آپ ابھی اپنی ماں کے پیٹ ہی میں تھے تو آپ کے ابو عبداللہ کا انتقال ہو گیا، چھ سال کے ہوئے تو آپ کی ماں بھی چل بسیں، آٹھ سال کے ہوئے تو آپ کے دادا بھی وفات پا گئے، چنانچہ آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کی دیکھ بھال کی۔

سوال: جب نبی ﷺ کا نام لیا جائے تو کیا کہنا چاہیے؟

جواب: صلی اللہ علیہ وسلم کہنا چاہیے۔

لَاتُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ

زمین میں فساد نہ پھیلاؤ

جنگلوں میں جب ہمیں آیا نظر — آدمی ہوکر بھی ہم ہیں جانور
چھوڑ کر حیوانیت کی پستیاں — ہم نے مل جل کر بسالی بستیاں
امن اور آئین قائم ہوگیا — بڑھ گیا رُتبہ بہت انسان کا
آج لیکن پھر جفا کا دور ہے — جھوٹ اور مکرو ریا کا دور ہے
ظلم ہے، مردم آزاری بھی ہے — چور بھی ہیں، چور بازاری بھی ہے
دُکھ پہ دُکھ پھر سہہ رہی ہے زندگی — پھر ہمیں یہ کہہ رہی ہے زندگی
امن سے رہنا ہمارا فرض ہے — حکم حق لَاتُفْسِدُوْا فِی الْاَرْض ہے

عبدالمجید بھٹی

محفلِ مشاعرہ

کویت کے حسین صحرائی خیموں میں پکنک کا ایک منفرد لطف ہے۔ ۲۰ مارچ کو IMA کویت کے زیرِ اہتمام منعقدہ پکنک پروگرام (جسکی رپورٹ شاملِ اشاعت ہے) کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس میں ایک بزم مشاعرہ سجایا گیا تھا جسمیں "اربابِ فن وفکر" کے نامور شعراء نے اپنا کلام پیش کیا۔ جناب عین الھدیٰ صاحب سابقہ سکریٹری IMA نے مشاعرہ کی نظامت کی، شعراء نے کبھی تحت اللفظ، کبھی نرم لہجے میں تو کبھی دریا کی روانی کے لہجہ میں اپنے تخلیق شدہ کلام کو پیش کرتے ہوئے "ہر گل را رنگ وبو دیگر است" کی کیفیت طاری کردی۔

اس مشاعرہ کی صدارت جناب محمد اسلم صاحب صدر "انڈین مسلم اسوی ایشن" نے کی جبکہ جناب منظور احمد عادل صاحب مہمان خصوصی تھے۔

مشاعرہ کا آغاز جناب منور حسین کی مسحور کن آواز میں سنائی گئی حمد باری تعالیٰ سے ہوا، ناظم مشاعرہ جناب عین الھدیٰ صاحب نے سب سے پہلے جناب عبدالحق صاحب حاوی کو دعوت کلام دی، آپ کو اس شعر پر بہت داد ملی ۔

نہ کسی محل کا میں قمر ہوں نہ ستارا ہوں
میں دیا ہوں غریب کے گھر کا ٹمٹماتا ہوں

جناب نذیر احمد صاحب سکریٹری IMA نے اپنے منفرد انداز میں ذیل کے اشعار پر داد حاصل کی ۔

میرے دور کا مسلماں بھی کتنا عجیب ہے یارو
سراج منیر ہے ہاتھ میں جگنوؤں کی تلاش ہے
کوتاہی پرواز پہ ہی تشویش تھی بہت نذیر
سنا ہے شاہین کو اب آشیانوں کی تلاش ہے

نوجوان مترنم شاعر ظفر ناظمی نے خوبصورت ترنم سے محفل مشاعرہ کو مسحور کیا

کسی کے واسطے آسان ہے بھلا دینا
کسی کو بھولنا امر محال ہوتا ہے
تبھی تو ملتی ہے لذت عبادتوں میں ظفر
جب امتیاز حرام وحلال ہوتا ہے

شگفتہ مزاج وطنز ومزاح کلام کہنے والے شاعر مسعود حساس نے اپنے منفرد انداز میں جادو جگایا۔

تمہاری یاد سے مہکا ہے درد دل کا شیرازہ
میں اس کی خوشبوؤں سے تار وحدت کو جگاتا ہوں

تمہارا مسئلہ یہ ہے کہ فقط غمگین رہتے ہو
مگر میں ہوں کہ اپنی قبر کو خود سجاتا ہوں

ابوظہبی اور قطر میں رہ چکے اور آپ کویت کے مدوجذر کو پسند کرنے والے شاعر شیخ طارق محمود صاحب کو ان اشعار پر بہت داد ملی ۔

اپنے وجدان پہ تو قلعتِ شاہاں نہ ڈال
اپنی مرضی سے جو اٹھ سکتا ہو سر بہتر ہے
وہ بھی آئے ہیں عیادت کو سنا ہے میری
ایسی صورت میں پھر دردِ جگر بہتر ہے

قمر الدین قمر نے خوبصورت ترنم میں اپنا کلام پیش کرتے ہوئے داد حاصل کی ۔

جا رہا ہے تو میرے دوست تو جاتے جاتے
عمر بھر یاد رہے ایسی کہانی دے دے

"اربابِ فکروفن" کے جوائنٹ سکریٹری اور "تمھیں سوچا تمھیں جانا" کے بدر سیماب نے خوبصورت غزل سنائی۔ انہوں نے دو اشعار پر داد حاصل کی ۔

لہو دل روز ہوتا تھا کبھی جب لکھنے بیٹھے تھے
تمھیں آسان لگتی ہے کتابِ دل سنانے میں
تعلق توڑ دو چاہے مگر تم شہر نہ چھوڑو
ہماری جان جاتی ہے تمہارے دور جانے میں

جناب حشمت اللہ شاہین نے دعوتِ سخن پر اپنا کلام سناتے ہوئے داد حاصل کی ۔

منظر بھی دیکھا پس منظر بھی دیکھا
پھولوں کے بیچ جھانکتے خنجر بھی دیکھا

"الفاظ کے سائے" "فصل تازہ" اور دیگر شعری مجموعوں کے مصنف، جریدہ "نشاط" کے مدیر اور "اربابِ فکروفن" کے جنرل سکریٹری جناب افروز عالم نے لطیف پیرائے میں اپنے کلام سے محظوظ کیا۔

لپٹ نہ جائیں کہیں خار بن کے دامن سے
کلی کو چاہیے دامن بچا بچا کے چلے
مجھے یاد ہیں وہ سہانے پل وہ جو شام چھت کی منڈیر پر
میرے ہاتھ میں تیرا ہاتھ تھا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

پنجابی اور اردو زبان میں شعر کہنے والے "ابھی میں کہہ نہ پایا" کے شاعر صفدر علی صفدر نے سامعین کا دل موہ لیا۔

ملے تھے ہم کو صحرا میں سر پھرے کتنے
اُنہی کے ساتھ گر ہم بھی ہو لیتے تو اچھا تھا
نکل کر گود سے ماں کی کہیں بھی چین نہ پایا
وہیں پہ اور بھی کچھ دیر سو لیتے تو اچھا تھا

"غم سنو گے" کے مصنف ایوب کرجیکر صاحب نے ترنم کا سماں باندھا ۔

آنکھوں کا نور دکھانے لگا تھا جب
آنکھوں کا نور رو کے گنوایا غریب نے
لوٹا سکا نہ قرض وہ ایوب جس گھڑی
پھندہ گلے میں چھپ کے لگایا غریب نے

آخر میں ناظم مشاعرہ نے منظور احمد عادل کو دعوتِ سخن دی، موصوف نے سامعین کو ہر شعر پر داد دینے پر مجبور کر دیا، شعر وادب سے شغف رکھنے والے سامعین جو ایک طویل عرصہ سے مشاعرہ کی خواہش رکھتے تھے اُن کو مسحور کیا ۔

اپنا دامن کیوں پھیلائیں ہم تو دیتے آئے ہیں
فن ہم نے تقسیم کئے ہیں دنیا کے فنکاروں میں
اپنی حالت دیکھ کے عادل شکر ادا ہی کرتے ہیں
افضل پھول وہی ہوتے ہیں جو کھلتے ہیں خاروں میں

صدر مشاعرہ جناب اسلم صاحب صدر IMA کے اختتامی کلمات اور کچھ اشعار پر مشاعرہ اختتام کو پہنچا۔

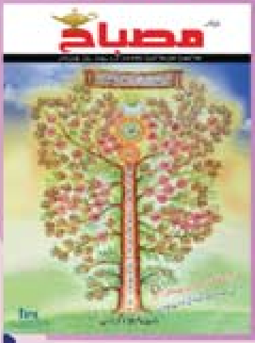

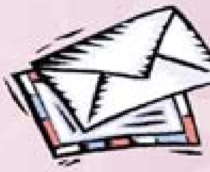

مکتوبات

محترم پیارے بھائی جناب صفات عالم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے ماہنامہ ''مصباح'' شمارہ ۵ کے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا، یقین جانئے دل خوش ہوگیا، ایمان تازہ ہوا، طبیعت کو اطمینان اور روحانی قوت ملی، بے ساختہ دعاؤں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ایسا محسوس ہوا کہ آپکی پوری ٹیم نے ماشاء اللہ پوری لگن کے ساتھ اس شمارے کو ترتیب دیا ہے، اور ہر ایک لکھنے والے نے پوری خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر دین مبین کو مخلوق خدا تک پہنچانے کا حق ادا کرنے کی اصول کوشش کی ہے۔ ان شاء اللہ یہ مجلۃ تبلیغ اسلام کا بہترین ذریعہ بنے گا۔

رب کعبہ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ سب کو اجر عظیم عطا فرمائے، اور امت مسلمہ کو عمل کی توفیق دے اور پیارے نبی ﷺ کی تعلیمات کو زندگی کے ہر شعبہ میں ہمارے لیے مشعل راہ بنادے۔

آمین ثم آمین

آپ کا خیر اندیش

چوہدری محمد اعظم

مدیر تجاری

مکرمی جناب جمال ناصر الشطی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے کہ مزاج گرامی بخیر وعافیت رہے اور آپ ہمیشہ صحتیاب رہیں

مصباح کا ایک شمارہ محترم افروز بھائی کے توسط سے مجھ تک پہنچا، پڑھ کر بہت ہی مسرت ہوئی۔ آپ کو اور ipc کے جملہ کارکنان کو اردو داں حلقے کی طرف سے بہت بہت مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالی نے اس دنیا کو ابن آدم کے لیے امتحان گاہ بنایا ہے، وہ اپنے بندوں کا اس دنیا میں ہر طرح سے امتحان لیتا ہے اور دیکھتا ہے کہ بندہ کس قدر ثبات قدم اور مستقل مزاج ہے، مزید یہ کہ اللہ تعالی بندہ کو علم سے نوازتا ہے، حکومت عطا کرتا ہے دولت سے نوازتا ہے، پھر اللہ تعالی اپنے بندہ کو دیکھتا ہے کہ ہمارا بندہ کس قدر ایمان داری سے ہمارا کام انجام دے رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی کے یہاں دعوت دین کے فریضے سے منہ موڑنے والوں سے بہت سخت حساب ہوگا۔

اللہ تعالی اپنے بندہ کی کسی بھی محنت کو رائیگاں نہیں جانے دیتا، وہ اپنے بندہ کا خلوص دیکھتا ہے، اس کی لگن دیکھتا ہے اور پھر اُسے ضرور کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے۔

اللہ تعالی ایسے لوگوں کو ضرور کامیابی عطا کرتا ہے جو اسکی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں، میں آپ کو دل کی گہرائی سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ipc کے تمام ذمہ داران کو بھی۔

اللہ تعالی آپ سب کی دعوتی، دینی اور ادبی خدمات کو شرف قبولیت بخشے آمین

فقط والسلام

ظفر ناظمی

موصوف نے ہمیں اپنا ایک کلام بھی ارسال کیا ہے جو پیش خدمت ہے

عشق کی راہ میں قدموں کو بڑھانے والے — تجھ کو بدنام کریں گے یہ زمانے والے
موڑ دیتے ہیں ہواؤں کے مخالف رخ کو — کشتی آبی کناروں پہ چلانے والے
دل کے رشتوں پہ کوئی آنچ نہ آنے دینا — صحن کے بیچ میں دیوار اٹھانے والے
گرمیِ عشق سے جلتی ہیں نقابیں اکثر — رخ زیبا کو نقابوں میں چھپانے والے
پوچھتے ہیں کہ ہوا کیا ہے بتاؤ تو سہی — بند آنکھوں کا سکوں دل کا چرانے والے
عشق کی راہ میں ہستی کو مٹا کہ اے ظفر — حسن کے ناز اٹھاتے ہیں اٹھانے والے

CAMS | CENTRE FOR COMPUTER & MANAGEMENT STUDIES
معهد كامز للتدريب الأهلي

Under the Kind Patronage of
Kuwait Awqaf Public Foundation
Islam Presentation Committee Conducts

الأمانة العامة للأوقاف

غیر عرب کے لیے عربی کورس

cams کی طرف سے
مستند سرٹیفکٹ
دیئے جائیں گے

مفت

نام کا اندراج ۲۲ مارچ ۲۰۰۹ء سے شروع ہو چکا ہے

www.ipc-kw.com

IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE

...رحمة للعالمين

الجهراء	الأحمدي	خيطان	السالمية	الصالحية	مركز الوعي	شرق	سلوى
24558830	23723101	24735627	25733263	22511301	252335260	22418934	25637900
99313514	97599699	24711141	97448812	66944422	252335280	22418917	